بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ای - پی رجسٹرڈ نمبر ۸۶۱

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر:-
برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

ترسیل زر و دیگر انتظامی امور کے لئے منیجر کو لکھیں۔

شرح چندہ سالانہ
چھ۶ روپے
فی پرچہ
۲/۰
اڑھائی آنہ

تواریخ اشاعت:- ۷-۱۴-۲۱-۲۸
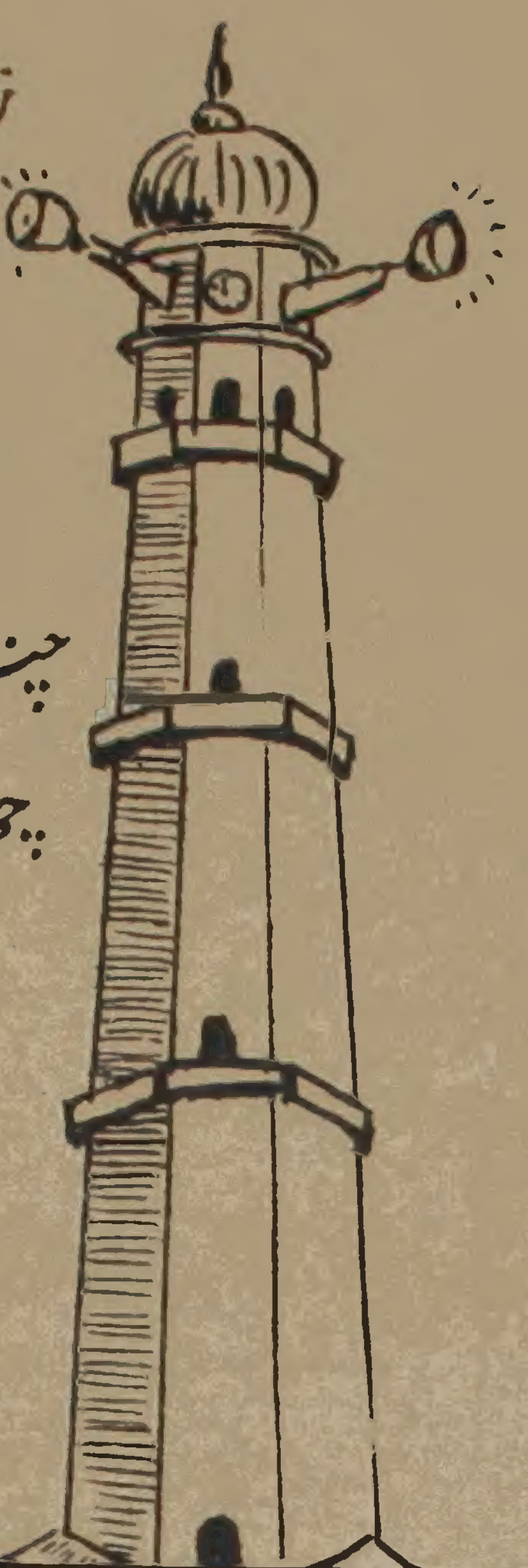
جلد ۲	۲۱ ماہ شہادت ۱۳۳۲ ہش۔ ۶ شعبان ۱۳۷۲ ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۵۳ء	نمبر ۱۵

عظیم الشان بشارتیں

از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو۔ جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا۔ اور پھولے گا اور ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔

پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔

وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اُسے جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اُس کے لئے اچھا تھا۔

مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے۔ اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا اُن سے سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائینگے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جس کا قدم صدق کا قدم ہے"۔

(الوصیت صفحہ ۱۱ مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۵ء)

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ ویسے حضور اقدس ایدہ اللہ مع اہلِ بیت و بزرگانِ سلسلہ ربوہ میں خیریت سے ہیں۔ اور جماعت کی رہنمائی اور ہدایت فرما رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ حضور انور کو ہر طرح خیر و عافیت سے رکھے۔ اور مقاصد عالیہ میں کامیاب کرے۔

ضروری اعلان برائے جملہ مبلغین ہند

۱۔ صدر انجمن احمدیہ کا موجودہ مالی سال ۳۰ر اپریل ۱۹۵۳ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اسلئے تمام مبلغین کرام کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے بل ہائے سفر خرچ اور دوسرے متفرق بل ۱۰ر مئی ۱۹۵۳ء تک دفتر ہذا میں ارسال کر دیں بعد میں موصول ہونے والے بلوں کی ادائیگی کی ذمہ داری نظارت ہذا پر نہ ہوگی۔

۲۔ جملہ مبلغین کرام نظارت بیت المال کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ پُر کر کے ہر ماہ بھیجا کرتے ہیں۔ لیکن آئندہ ایسی علیحدہ رپورٹ بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ تبلیغی رپورٹ کے خانہ نمبر ۱۰ میں معین طور پر اسباب کا ذکر کر دیا جایا کرے کہ جماعتوں کو چندہ جات میں باقاعدہ کرنے میں کسی قسم کی جد و جہد کی گئی؟

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

درخواستہائے دعا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اپنے مکتوب مورخہ ۵/۴/۵۳ جو میرے نام آیا ہے تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی و محترمی امیر صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بہت کمزور ہو رہے ہیں۔ اور آج تو مجھے اور بھی زیادہ کمزور نظر آئے۔ اور انہیں بعض بظاہر منذر خوابیں بھی آئی ہیں۔ ان کے لئے دعا کی تحریک کی جائے۔ جماعت کے بزرگوں میں سے ہیں۔

دستخط (حضرت) مرزا بشیر احمد صاحب

خاکسار

امیر جماعت احمدیہ قادیان

میرے لڑکے عزیزم عبدالرشید شرما کی بیوی دماغی عارضہ میں مبتلا ہے۔ مینٹل ہاسپٹل لاہور میں زیر علاج ہے۔ پہلے بھی اُسے ایک دفعہ یہ عارضہ ہو گیا تھا۔ علاج معالجہ سے اچھی ہو گئی تھی۔ اب پھر دورہ ہو گیا ہے

درویشان قادیان اور صحابہ کرام اور دیگر احمدی برادران کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ براہ کرم مریضہ کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرما کر ممنون فرماویں۔ مریضہ کے بطن سے چار چھوٹی عمر کے بچے بھی ہیں جن کو سنبھالنے کے لئے عزیزم عبدالرشید کو سخت مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ ان کو سنبھالنے کی وجہ سے اس کے کاروبار میں بھی سخت حرج واقع ہو رہا ہے۔ احباب کرام دعا سے مدد فرما کر ممنون فرماویں

والسلام خاکسار عبدالرحیم شرما نومسلم مال منیم ... ضلع جھنگ

مکرم بابو فضل الٰہی صاحب جو ایک مخلص اور سلسلہ کے پرانے خادم ہیں۔ بعض شریر دوستوں کی انگیخت پر ماخوذ ہیں۔ اور زیر حراست ہیں۔ احباب ان کی باعزت بریت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

عاجز کا عزیز بچہ عبدالوہاب سلمہ اللہ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی کا امتحان دے رہا ہے۔ دوست درد دل سے عزیز کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ خدا تعالیٰ سب بھائیوں کو جزائے عطا کرے۔ خاکسار فضل الرحمٰن حکیم افسر لنگر خانہ ربوہ۔

آخری منزل

از سید شہامت علی صاحب واقف زندگی متعلم جامعۃ المبشرین قادیان دارالامان

اے جذبۂ دل چاہوں میں اگر ہر چیز مقابل آجائے
منزل کے لئے دو گام چلیں خود سامنے منزل آجائے

اس سیل سے تو کیوں ڈرتا ہے کشتی کا خدا خود حافظ ہے
ممکن ہے اسی کی لہروں میں بہتا ہوا ساحل آجائے

موسیٰ کی راہ میں دریا تھا پر رستہ اُس میں بن ہی گیا
کر ہمت تو بھی مت گھبرا جو تجھ سا کاہل آجائے

ہم پر تو خدا کی رحمت ہے اور دشمن حق پر زحمت ہے
آخر میں شکست ہی کھائے گا گر زور پہ باطل آجائے

جو آگ بجھی ہے رہ میں تیری بجھ کر ہی رہے گی بفضل خدا
سرعت سے قدم تو آگے بڑھا جب سامنے منزل آجائے

گرچہ غبارِ راہ ہیں ہم ایمان میں کوہِ ثبات ہیں ہم
اب جم گئے اپنے قدم پر ہم چاہے تو قاتل آجائے

"یا عشق محمدؐ عربی ہے یا احمدؑ ہندی کی ہے وفا"
پروانہ صفت تو ہو جا فدا جب شمع محفل آجائے

تھا ختم نبوت کا پردہ اِک چال سیاست تھی اس میں
ممکن ہی نہیں اس دھوکے میں اک بندۂ عاقل آجائے

ظلم و ستم کی چکی میں گر پسنا پڑے تو غم مت کر
یہ ظلم چمن بن جائیں گے جب آخری منزل[1] آجائے

یہ اشک ہماری آنکھوں کے بن جائیں گے طوفان آخر میں
میں نوحؑ کی کشتی پر بیٹھوں جودی کا ساحل آجائے

ہے دل سے دعا یہ شہامت کی یارب سن لے یارب سن لے
غم ہجر کے داغ مٹانے کو مرا مرشد کامل آجائے

[1] آخری منزل سے مراد دشمن کو لا تثریب علیکم الیوم کہنے کا دن ہے

صدر صاحبان و سیکرٹریان تعلیم و تربیت فوری توجہ فرمائیں

نظارت ہذا ایک طویل عرصہ سے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے لئے "اساتذہ کی ضرورت" کے ماتحت اعلانات کروا رہی ہے مگر ابھی تک اس کے جواب میں کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو جماعت ہائے ہند میں کوئی ٹرینڈ استاد ہے ہی نہیں یا اگر ہے تو وہ درخواست دینا نہیں چاہتا۔ جملہ جماعت ہائے ہند کی طرف سے پریذیڈنٹ (یا امیر) اور سکرٹریان تعلیم و تربیت کی طرف سے اس بارہ میں فوری رپورٹیں درکار ہیں۔ ان کوائف کے ساتھ کہ (۱) اس جماعت میں اتنے ٹرینڈ اساتذہ موجود ہیں یا (۲) کوئی ٹرینڈ اساتذہ نہیں ہیں یا (۳) اساتذہ تو ہیں مگر ملازمت میں ہیں اور فارغ نہیں ہیں یا (۴) ٹرینڈ اساتذہ موجود ہیں اور وہ فارغ بھی ہیں مگر قادیان آنے کے لئے تیار نہیں۔

(نوٹ:۔ ٹرینڈ اساتذہ سے مراد جے وی یا ایس وی سند یافتہ ہیں۔ اگر کوئی ایف اے پاس بھی کام کرنے کی خواہش رکھتے ہوں تو ان کی درخواست پر بھی غور کیا جائے گا)

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ولادت

مورخہ ۲۴ر مارچ ۱۹۵۳ء بروز جمعۃ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب ابن سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد کو لڑکا عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام محمد یامین رکھا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اور عزیز کو اپنے* والدین کی طرح خادم دین بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

خاکسار

(بشیرالدین الہ دین سکندرآباد)

خطبہ جمعہ

تمہارا سب سے بڑا عزیز اور دوست خدا تعالیٰ ہے اس لئے تم اسی کے سامنے جھکو اور اسی سے مدد طلب کرو

اپنی زندگی کو اسی طریق پر چلاؤ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس ۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انسان خوشی میں بھی اور رنج میں بھی راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی ہمیشہ ہی

اپنے عزیزوں اور دوستوں کی طرف

دوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ دیکھو جب شادیاں ہوتی ہیں۔ تو سارے رشتہ دار اکٹھے ہو جاتے ہیں موتیں ہوتی ہیں تب بھی سارے رشتہ دار اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن عام حالات میں لوگ اپنے اپنے گھروں میں کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی خوشی میں بھی اپنے عزیزوں کو شامل کرے اور اپنے رنج میں بھی اپنے عزیزوں کو شامل کرے۔ اور جو شخص بھی فطرت کے اس مسئلہ کے خلاف چلتا ہے اس کے متعلق ماننا پڑے گا کہ جس قدر حصہ میں وہ

فطرت کے اصول

سے اختلاف کرتا ہے۔ اسی قدر اس کی فطرت مریض ہے۔ بچے کھیلتے ہیں تو انہیں اگر کوئی ٹوٹی ہوئی ٹھیکری بھی مل جائے اور وہ انہیں پسند آجائے۔ تو وہ اسے پکڑ کر گھر کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور ماں سے کہتے ہیں اماں ہمیں یہ چیز ملی ہے۔ یا اگر انہیں شیشہ کا کوئی ٹکڑا مل جائے۔ اور وہ پسند آجائے تو وہ اُسے گھر لے آتے ہیں اور ماں سے کہتے ہیں اماں ہمیں یہ شیشے کا ٹکڑا ملا ہے۔ حالانکہ ماں کو بتانے سے اس چیز کی عظمت نہیں بڑھ جاتی صرف اس لئے کہ فطرت کہتی ہے کہ خوشی کے وقت ماں کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ بچہ اپنی خوشی میں اپنی ماں کو بھی شریک کر لیتا ہے۔ پھر بچے کو کوئی مارتا ہے۔ تو اس وقت بھی دوڑتا ہوا گھر آتا ہے۔ بسا اوقات مارنے والا بہت بڑی شان کا ہوتا ہے اور ماں بے چاری غریب اور مزدور پیشہ ہوتی ہے لیکن

ایک بچہ کے لئے

تو وہی سب سے بڑی ہوتی ہے۔ وہ اس وقت بھی اس کے پاس فریاد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس کی ماں اس کے غم میں شریک ہو گی۔ اور شاید (بلکہ بچے کے نزدیک یقیناً) وہ اس کے غم کو دور کرنے کی کوشش کرے گی۔ سو جہاں حقیقی تعلق ہوتا ہے وہاں خوشی میں بھی اور رنج میں بھی انسان اپنے عزیزوں اور دوستوں کے پاس جاتا ہے۔ اور اگر کوئی فطرت کے اس قانون کے خلاف کرتا ہے اور وہ خوشی اور رنج کے وقت اپنے عزیزوں کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کے

جنون اور دیوانگی کی علامت

ہو گی۔ مثلاً اگر بچہ دیوانہ ہے یا نیم دیوانہ ہے تو وہ نہ خوشی میں اپنی ماں کو شریک کرے گا اور نہ رنج میں اس سے مدد حاصل کرے گا۔ اسی طرح ایک مجنون اور دیوانہ انسان خوشی اور رنج کے وقت اپنے عزیزوں کے پاس نہیں جاتا۔ لیکن ایک تندرست اور صحیح الدماغ انسان خوشی اور رنج میں ہمیشہ اپنے عزیزوں کے پاس ہی پہونچتا ہے۔ اور پھر صحیح الدماغ اور تندرست عزیز بھی ہمیشہ اس کی مدد کرتے ہیں۔

یہی فلسفہ دعا کا ہے انسان کا

سب سے بڑا عزیز خدا تعالےٰ ہے

اور جب انسان کو کوئی خوشی پہنچتی ہے۔ تو جو سچی فطرت والا انسان ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو اس نے سمجھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ بے اختیار خدا تعالےٰ کی طرف دوڑتا ہے۔ اور کہتا ہے الحمد للہ۔ الحمد للہ کیا ہے۔ اسی امر کا اظہار ہے۔ کہ انسان سمجھتا ہے کہ آخر یہ چیز میرا خیر خواہ اور دوست ہی مجھے دے سکتا ہے۔ اسے بیٹا ملتا ہے یا نیا عہدہ ملتا ہے یا مال ملتا ہے یا جائداد ملتی ہے یا ترقی ملتی ہے یا عزت اور شہرت ملتی ہے یا کوئی اچھا کام کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ تو انسان کی فطرت کہتی ہے۔ کہ آخر اسے یہ چیز ملی ہے۔ تو کسی دوست سے ہی ملی ہے۔ دشمن تو یہ چیز نہیں دیا کرتا۔ اور اگر قانون یہ ہے کہ تحفہ خیر خواہ دوست ہی دیا کرتا ہے۔ تو معاً اس کی فطرت کہتی ہے کہ خدا تعالےٰ سے بڑا کون بڑا خیر خواہ اور دوست ہو سکتا ہے۔ اس لئے بے اختیار اس کے منہ سے الحمد للہ نکلتا ہے۔ پھر جب کوئی

رنج انسان کو پہونچتا ہے

تو فطرت کہتی ہے میرے اندر آخر کوئی کمزوری تھی تبھی تو مجھے یہ دکھ پہونچا۔ اب اس دکھ کو کوئی طاقت ور ہی دور کر سکتا ہے۔ رنج ہمیشہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی بیرونی طاقت مدد کرے۔ اور جب انسانی ذہن کی فطرت اس طرف لے جاتی ہے کہ اب کوئی غیر طاقت ہی مدد کرے تو کرے تو معاً اس کا دل ادھر مائل ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کون ہے جو اس دکھ کو دور کرے اور وہ کہتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون میں اللہ تعالےٰ کا ہی ہوں۔ اور میں اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ اس کے سوا اور کون ہو سکتا ہے جو میری مدد کرے۔ انا الیہ راجعون کے یہ بھی معنے ہیں کہ آخر ہم نے بھی اللہ تعالےٰ کے پاس جانا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ اگر ہم نے لوٹنا ہے تو خدا تعالےٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے اگر ہم نے گریہ وزاری کرنی ہے تو اس کے سامنے ہی کرنی ہے۔ پس

اسلام نے یہ دونوں سبق

فطرت کے تقاضا کے تقاضہ کے یہ عین مطابق دیئے ہیں۔ کامیابی کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم الحمد للہ کہو اگر تمہاری فطرت صحیح ہے اور تمہارے دماغ پر جنون اور دیوانگی طاری نہیں۔ اور تمہیں جب بھی خوشی پہونچتی ہے تم عزیزوں کی طرف لوٹتے ہو۔ لیکن یاد رکھو تمہارا سب سے بڑا عزیز خدا تعالےٰ ہے۔ اگر تمہیں کوئی خوشی پہونچی ہے تو وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی پہونچی ہے۔

اسی طرح جب کوئی رنج پہونچتا ہے تو یہ

انسان کی کمزوری

کی علامت ہوتا ہے۔ اس لئے وہ خود اسے دور نہیں کر سکتا۔ وہ طبعاً یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے دوست اور عزیز اس کی مدد کریں۔ مگر یاد رکھو تمہارا سب سے بڑا عزیز اور دوست خدا تعالےٰ ہے تم اس کے سامنے جھکو اور اسی سے مدد طلب کرو۔ جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سبق پر عمل کرتے ہیں وہ ناکام و نامراد نہیں رہتے۔ ناکام و نامراد وہی رہتا ہے جو غیر طبعی فعل کرتا ہے۔ مثلاً رات کو ڈاکہ پڑتا ہے تو عقلمند شخص اپنے عزیزوں اور دوستوں کے پاس جاتا ہے اور ان سے مدد طلب کرتا ہے۔ لیکن بے وقوف انسان دوڑ کر جنگل کی طرف چلا جاتا ہے۔ حالانکہ جنگل میں اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس طرح روحانی دنیا میں ایک عقلمند انسان تو خدا تعالےٰ کی طرف جاتا ہے لیکن بے وقوف یونہی ہائے اماں ہائے اماں کہتا رہتا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اماں نے کیا کرنا ہے جو کچھ کرنا ہے خدا تعالےٰ نے کرنا ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے پاس جاتا نہیں۔ وہ اس کے پاس جاتا ہے جو کچھ نہیں کر سکتا۔

پس جماعت کے

دوستوں کو چاہیئے

کہ وہ اپنی زندگی کو اس طریق پر چلائیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے۔ یاد رکھو اسلام سب سے زیادہ کامل مذہب اور اعلیٰ تعلیم دینے والا دین ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم عیسائی اور ہندو نہیں تھے۔ کہ ہم عیسائیت اور ہندو مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوتے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں مسلمانوں کے گھر میں پیدا کر دیا۔ اور اس طرح سب سے بڑا قدم جو ہم نے چلنا تھا۔ خدا تعالےٰ نے چلا دیا۔ ہم مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی ہمارے کانوں میں یہ باتیں پڑیں کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء اور افضل الانبیاء ہیں۔ اسلام خدا تعالےٰ کا دین ہے۔

اسلام ہی ایک مذہب ہے

جو انسانوں کو خدا تعالےٰ تک پہونچاتا ہے۔ قرآن کریم اس کی آخری کتاب ہے۔ بچپن سے ہی یہ باتیں ماں باپ نے ہمارے کانوں میں ڈالنی شروع کیں۔

پھر ہمیں عقل اور ہوش آئی۔ تو ہم نے دیکھا کہ یہ باتیں درست ہیں۔ دنیا میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ماں باپ اولاد کو بعض دفعہ غلط راستہ پر چلا دیتے ہیں۔ اور جب اسے ہوش آتی ہے تو اسے پتہ لگتا ہے کہ جس راستہ پر اسے اس کے ماں باپ نے چلایا تھا وہ غلط تھا۔ لیکن ہمیں ہوش آئی۔ تو ہم نے دیکھا کہ ہمارے ماں باپ نے جو کچھ بتلایا تھا۔ وہ درست تھا۔ ہمارے ماں باپ نے بتایا تھا۔ کہ

قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے

ہمیں جب ہوش آئی تو ہم نے دیکھا کہ ان کی یہ بات سچی تھی۔ قرآن کریم فی الواقعہ کامل کتاب ہے۔ پھر ماں باپ نے ہمیں بتایا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم واقعہ میں خاتم الانبیاء اور افضل الانبیاءؑ ہیں۔ آپ کی شان نہایت اعلےٰ اور برتر ہے۔ پھر ماں باپ نے ہمیں بتایا تھا کہ اسلام خدا تعالےٰ کا دین ہے۔ جب ہم بڑے ہوئے اور ہمیں ہوش اور عقل آئی۔ تو ہم نے دیکھا کہ اسلام واقعہ میں

خدا تعالےٰ کا دین

وہ خود اس کی مدد اور نصرت کرتا ہے۔ اس کی تعلیم ایسی ہے جو صرف خدا تعالےٰ ہی دے سکتا ہے۔ اس کی سب باتیں معقول ہیں۔ پس اول تو یہ راستہ ہمیں بغیر محنت کے ملا۔ ہمیں عیسائیت یا کوئی اور مذہب ترک کر کے اسلام قبول نہیں کرنا پڑا۔ بلکہ ہم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گئے اور اس طرح پہلا کام خدا تعالےٰ نے خود ملا دیا۔ پھر دوسرا فضل خدا تعالےٰ نے یہ کیا۔ کہ جب سوچ اور فکر کے استعمال کا وقت آیا۔ اس وقت خدا تعالےٰ نے ہم پر یہ ظاہر کر دیا۔ کہ اسلام ایک کامل اور بے عیب مذہب ہے اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے سچے رسول ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہیں۔ گویا پکی پکائی چیز ہمیں مل گئی۔ اور اگر کسی کو پکی پکائی چیز مل جائے۔ اور وہ پھر بھی اسکے لینے میں غفلت اور سستی کرے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث کیا تو ابتدائی لوگوں کو آپ کی باتیں کتنی قربانیوں اور مجاہدات کے بعد سمجھ میں آئیں۔ آخر آپ پر معاً ایمان لانے والے چار ہی آدمی تھے۔

حضرت ابو بکرؓ

حضرت خدیجہؓ۔ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ۔ بعد میں کروڑوں اور اربوں لوگ مسلمان ہوئے اور کروڑوں اور اربوں سے چار کی نسبت ہی کیا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی نے ایک ماہ مجاہدہ کیا۔ کسی نے دو ماہ مجاہدہ کیا۔ کسی نے چار ماہ مجاہدہ کیا۔ کسی نے ایک سال تک مجاہدہ کیا۔ کسی نے دو سال تک مجاہدہ کیا۔ اور کسی نے دس سال تک مجاہدہ کیا۔ اور پھر اسلام قبول کیا۔ بلکہ ایسے لوگ بھی تھے۔ جو ۲۰ - ۲۰ سال تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور آپ کی وفات کے قریب ایمان لائے۔ اور ایسے لوگ بھی تھے جو آپ کی وفات کے بعد ایمان لائے۔ ان لوگوں کو

اتنے مجاہدوں کے بعد

صداقت ملی۔ مگر ہمیں یہ مجاہدہ نہیں کرنا پڑا۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں ایک باپ کی پیٹھ اور ایک مسلمان ماں کے رحم میں ڈالا۔ اور دنیا میں ہمیں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کہنے والوں کے گھر میں پیدا کر دیا۔ پھر ہماری راہ نمائی فرما دی۔ کہ جو کچھ ماں باپ نے تمہیں بتایا تھا وہ درست تھا۔ پس ہمارے لئے صرف اتنی بات رہ گئی۔ کہ

ہم اس پر عمل کریں

لیکن افسوس ہے کہ باوجود اتنے بڑے فضل کے انسان خدا تعالےٰ کی طرف بھاگنے کی بجائے غیروں کی طرف بھاگتا ہے۔ اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے ہائے فلاں ہوتا تو میری مدد کرتا۔ اسی طرح اگر خوشی ہوتی ہے۔ تو وہ غیروں کی طرف جاتا ہے خدا تعالےٰ کی طرف نہیں جاتا۔ لیکن ایک سچے مومن کو جب خوشی نصیب ہوتی ہے۔ تو وہ بجائے ہائے اماں یا ہائے ابا کہنے کے سجدوں میں گر جاتا ہے۔ اور سب سے پہلی خبر خدا تعالےٰ کو دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ بے شک عالم الغیب ہے۔ لیکن

فطرت کہتی ہے

کہ تم پہلے خدا تعالےٰ کو یہ خوشی کی خبر بتاؤ۔ اور فوراً سجدہ میں گر جاؤ۔ اگر کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہو اسے ترقی ملے۔ یا اسے کوئی اچھا کام کرنے کی توفیق ملے۔ تو وہ سب سے پہلے خدا تعالےٰ کو بتائے اور اس کا شکر ادا کرے۔ اس طرح اسے رنج پہونچے تو وہ فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون کہے۔ یعنی اگر مجھ پر مصیبت آگئی ہے۔ تو بقول پنجابی بزرگوں کے

"ملاں کی دوڑ مسیت تک"

میں نے تو خدا تعالےٰ کی طرف ہی جانا ہے۔ یہ طبعی چیز ہے۔ جو ہماری صحت مند فطرت میں پائی جاتی ہے۔ پس تمہیں اپنی صحت اور

روحانیت کی درستی

کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر تمہاری صحت درست ہے تمہاری روحانیت درست ہے اور تم خوشی اور رنج میں خدا تعالےٰ کی طرف ہی دوڑتے ہو۔ تو خدا تعالےٰ کی قسم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور دنیا کی کوئی بہتری نہیں جو تم حاصل نہیں کر سکتے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الناصر

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام احباب جماعت کے نام

اخلاص اور ایمان کے طریق سیکھو اور دین کی خدمت کر کے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

گذشتہ ایام میں خشک سالی کی وجہ سے باقو جماعت کے لوگ چندہ بھجوا نہیں سکے اور یا وہ پہنچ نہیں سکا۔ اس وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کے قریباً ایک لاکھ سے زیادہ لفافے باقی ہیں۔ اور تحریک جدید کے قریباً ساٹھ ستر ہزار بلکہ گذشتہ لفافے ملا کر قریباً ڈیڑھ دو لاکھ۔ یہ درست ہے کہ قحط اور مہنگائی کے دن ہیں۔ اور اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں لیکن یہ بھی تو ویسا ہی درست ہے کہ ایسے ایام میں مرکز کے اخراجات بھی بجٹ سے بڑھ جانے ضروری ہیں لیکن اگر بجٹ سے بھی آمد کم ہو جائے۔ تو آپ خود سمجھ لیں۔ کہ کام کرنے والوں کی تکلیف کتنی بڑھ جائے گی۔ مخلص اور غیر مخلص میں یہی فرق ہوتا ہے۔ کہ غیر مخلص قحط اور تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور مخلص یہ کہتا ہے۔ کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے۔ کچھ میں اپنے اوپر اپنی خوشی سے وارد کر لیتا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور وہ میری تنگیوں کو دور کر دے۔ پس مخلص بنیں اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں۔ اور مرکزی چندوں کو بجائے کم کرنے کے زیادہ کریں تاکہ اللہ تعالےٰ کی برکتیں نازل ہوں۔ اور سلسلہ کے کام نہ رکیں۔ تحریک جدید کے دو مہینے کے اخراجات باقی ہیں۔ لیکن آج۔ ازتار ریخ آچکی ہے۔ لیکن اس کے کارکنوں کو کوئی گزارہ نہیں۔ یہی حال صدر انجمن احمدیہ کا ہے۔ آخر سلسلے کے کام آپ نہ کریں گے۔ تو کون کرے گا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض لوگ اس قحط کے دنوں میں آگے سے بھی زیادہ قربانی کر رہے ہیں۔ جو کچھ وہ کر سکتے ہیں۔ آپ بھی کر سکتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ طالب علمی کے زمانہ میں میرے پاس دو اچھی صدریاں تھیں۔ ان میں سے ایک صدری چوری ہو گئی اور میرے دل کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں نے فوراً دوسری صدری بھی نکال کر خدا کی راہ میں دے دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مہینہ کے اندر اندر خدا تعالےٰ نے مجھے اتنا روپیہ دیا۔ کہ مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ اور کئی سال مکہ میں رہ کر میں نے اسی سے تعلیم پائی۔ پس اخلاص اور ایمان کے طریق سیکھو۔ اور دین کی خدمت کر کے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرو۔ خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہو۔ والسلام۔

خاکسار مرزا محمود احمد

"حضرت اقدس کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کے ہر مخلص احمدی کو قربانی کے اعلیٰ معیار پر قائم ہو کر فرض شناسی کی دعوت دے رہا ہے۔ سلسلہ کی موجودہ غیر معمولی ضروریات اور مشکلات اس امر کی متقضی ہیں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک حضور کی آواز پر لبیک کہتا ہوا اعلیٰ قربانیوں کے لئے اپنا قدم آگے بڑھائے۔ موجودہ مالی سال ۳۰ / اپریل کو ختم ہو رہا ہے۔ اور ابھی متعدد جماعتوں کے ذمہ اُن کے لازمی چندوں کا ایک کثیر حصہ بقایا ہے۔ جماعت کے ہر فرد کو چاہیئے کہ اپنے ذمہ واجبات کی سو فیصدی ادائیگی کر کے اس بات کا عملی طور پر ثبوت دے۔ کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہے۔"

فقط والسلام

(ناظر بیت المال قادیان)

ہفت روزہ بدر ۲۱ر اپریل ۱۹۵۳ء

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے زیادہ نقصان رساں ہوتا ہے۔ آج اگر ایک طرف بیرونی حملوں سے اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے۔ تو دوسری طرف اسلام کے نام لیوا اُس کی عظیم الشان خوبیوں کو نظر انداز کر کے اُس کی طرف ایسی باتیں منسوب کر رہے ہیں کہ اُس منور چہرہ کو نہایت ہی بدنما شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

افاضۂ روحانی اور برکتِ آسمانی وہ تازہ اور زبردست نشانات ہیں جن سے زندہ مذہب پہچانا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں دین اسلام یا کلام مجید کو شجرہ طیبہ کے ساتھ تشبیہ دے کر کیا ہی جامع رنگ میں اس کی ابدی صداقتوں کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے:-

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۔ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

(سورۃ ابراہیم ع ۴)

یعنی اے مخاطب کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک پاک کلام کی حالت کو جو ایک پاک درخت کی طرح ہے اور جس کی جڑھ مضبوطی کے ساتھ قائم ہے۔ اور اُس کی ہر ایک شاخ آسمان کی بلندی میں پہنچی ہوئی ہے۔ کھول کر بیان کیا ہے۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا تازہ پھل دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے ان کی ضرورت کی تمام باتیں بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ نعمت حاصل کریں۔

اب ان دو آیات قرآنیہ سے یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایک طرف مکمل ضابطۂ حیات قرار دیا ہے۔ اور انسانی ضرورت کی تمام باتوں کو اس میں جمع کر دیا ہے تو دوسری طرف زندہ اور پھل دار درخت کی طرح ہر زمانہ میں تازہ اور شیریں پھل دینے والا درخت بھی قرار دیا ہے۔ یعنی اس کی اتباع اور اُس کی پیروی سے ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر کلام سے مشرف ہو سکتا ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی طرف منسوب کرنے والے بعض لوگ قرآن پاک کی اس بے نظیر خوبی کا تو اقرار کرتے ہیں جو اسے کامل ضابطۂ حیات ہونے کے لحاظ سے حاصل ہے۔ لیکن دوسری خوبی جو کہ پہلے سے کسی صورت میں بھی کم نہیں محض انکار کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں ایک دوست کے تازہ خیالات ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں:-

"سب سے بڑی نعمت بنی نوع انسان کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اب قرآن میں اضافہ ہونے کی قطعی امید نہیں ہے۔ بدیں صورت وحی الٰہی کی بھی ضرورت نہیں رہتی ہے اگر ہدایت ناقص رہتی تو اس کا سلسلہ قائم رہتا"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے خیالات کا اظہار کرنے والے نہ ہی اسلامی لٹریچر کا بغور مطالعہ کر سکے ہیں۔ اور نہ ہی قرآن کریم کے معانی پر تدبر کی نگاہ ڈال سکے ہیں۔ ورنہ اسلام کی اس امتیازی خوبی سے کسی صورت میں بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم بنی نوع انسان کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اور اب اس میں کسی طرح کا اضافہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ امر اس بات کو مستلزم نہیں کہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ بھی بکلی مسدود ہو جائے۔ اور کوئی شخص قرآنی تعلیم کی روشنی اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری میں خواہ کس قدر ترقی کیوں نہ کر جائے۔ خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل نہیں کر سکتا۔ گویا خدا تعالیٰ ایسے محبوب کی طرح ہے جو اپنے عاشق زار سے کسی وقت بھی بات کرنے کو تیار نہیں۔

قبل اس کے کہ ہم اس خیال کی با دلائل کی تردید کریں اس حقیقت کے بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس قسم کا اعتقاد بھی اس زمانہ کے مسلمانوں کی انتہائی گراوٹ اور ذہنی پستی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ گری ہوئی قوموں میں یہ احساس ہمیشہ ہی ہوا کرتا ہے کہ ہم میں سے بڑے آدمی نہیں پیدا ہو سکتے۔ اور اپنی حالت سے ایسے مایوس ہو جاتے ہیں کہ وہ یقین ہی نہیں کر سکتے کہ ان کا علاج ان کے اندر موجود ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ ان کو بڑھانے اور ترقی دینے اور ان کا علاج کرنے کے لئے باہر سے کسی کو آنا چاہیئے۔

چنانچہ قرآن کریم نے ان کے اس احساس کمتری کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:-

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِنْهُمْ ۔

"یعنی کیا لوگوں کے نزدیک ہمارا ان میں سے ہی ایک شخص پر وحی کرنا باعثِ تعجب ہے"۔

بعینہ یہ حالت اس وقت مسلمان کہلانے والوں کی ہے کہ وہ دائمی نعمت جو اسلام کی دائمی زندگی اور امتیازی خصوصیت کے طور پر تھی اُس سے انکار کر رہے ہیں! اور باوجودیکہ اسلام کی تیرہ صدیاں اس بات پر زندہ گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے مکالمات و مخاطبات کا سلسلہ اس اُمتِ مرحومہ کے لئے کبھی بھی بند نہیں کیا۔ اور ہر زمانہ میں صدہا اولیاء اور صلحاء اس نعمت عظمیٰ سے وافر حصہ پاتے رہے ہیں۔ خصوصیت سے ہر صدی کے سر پر مجدد دین کو بھیج کر خدا تعالیٰ اس عہد کو تازہ کرتا ہے

جب اس خیال کی حقائق کی روشنی میں دیکھیں تو یہ بات قرآنی تعلیم کے صریح خلاف نظر آتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی نسبت فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۔

(حم سجدہ ع ۴)

یعنی جو مسلمان یہ اعلان کر کے کہ اللہ ہمارا رب ہے تمام مصائب کو برداشت کریں گے اور استقامت دکھائیں گے خدا تعالیٰ کے فرشتے اُن پر یہ کہتے ہوئے نازل ہونگے کہ نہ آئندہ کا خوف کرو اور نہ سابق پر غم کرو اور اس جنت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ پر خوف و ہراس کے وقت بعض خاص بندگان الٰہی پر فرشتوں کا نزول ہوتا رہے گا۔ جو اُن کے لئے ثبات قدمی اور استقلال کا باعث بنیں گے۔ ساتھ ہی اُن کے لئے بشارات کا دروازہ کھول دیں گے جس کے ساتھ مصائب و آلام کی گھڑیاں ان پر آسان ہو جائیں گی۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کی خاطر خدمت دین میں اُن کے قدم آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاویں گے۔ چنانچہ اس خیال کو مزید تقویت اس بات سے بھی ہو جاتی ہے جب ہم اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت جلی حروف میں لکھا پاتے ہیں:-

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ

کہ نبوت کے تمام دروازے بند ہو چکے البتہ مبشرات کی شکل میں نبوت کی ایک کھڑکی ہمیشہ کے لئے کھلی ہے۔ اور یہ وہی چیز ہے جسے منقولہ بالا آیات قرآنیہ میں اَلَّا تخافوا اور ابشروا کے مبارک الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید میں آتا ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۔ (نساء ع ۹)

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے وہ اس گروہ میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی نبیوں صدیقوں شہداء اور صالحین کے گروہ میں۔ اور یہ گروہ ساتھیوں کے لحاظ سے بہتر گروہ ہے۔ پس جبکہ اس امت سے وعدہ ہے کہ وہ نبیوں اور صدیقوں اور شہداء والے انعام پائے گی۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس امت میں وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ کیونکہ اصل انعام جو نبیوں اور صدیقوں اور شہداء کو ملتا ہے۔ وہ تو خدا تعالیٰ کی وحی ہی ہے۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں امت محمدیہ کو خیر امت قرار دیا ہے۔ اور سورت فاتحہ میں ایسی دعا سکھلائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ بھی فرمایا ہے۔ جو اس امت مرحومہ کو اس نعمت سے بھی حصہ دے گا۔ جو پہلی امتوں کے منعم علیہ گروہ کو ملی۔

ہمارے مخالفین اگر اس بات پر سنجیدگی سے غور کریں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں دونوں عورتیں تھیں اور باوجودیکہ وہ نبیہ نہ تھیں پھر بھی خدا تعالیٰ کے یقینی مکالمات و مخاطبات ان کو نصیب ہوئے۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ امت محمدیہ کا کوئی فرد خواہ کس قدر طہارت نفس میں کمال پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول کی اطاعت میں بکلی محو ہو جائے تو پھر بھی ان عورتوں کا درجہ اسے حاصل نہیں ہو سکتا؟ اگر

یہی صورت ہے تو یہ اُمتِ محمدیہ خیر اُمت کیونکر قرار پائی۔ کیا وہ شخص اُن سر سبز پودوں پر ہی خوش ہو سکتا ہے جو کسی وقت بھی پھل نہ دیں؟ افسوس کہ وحی الٰہی کا دروازہ بند قرار دینے والے نہیں جانتے کہ یہ چیز تو اسلامی باغ کے شیریں پھلوں سے مشابہت رکھتی ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی مذہب ہی نہیں کر سکتا سے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

اس جگہ اس امر کا واضح کر دینا ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک کس قسم کی وحی یا الہام کا دروازہ کھلا ہے؟ سو اس کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں فرمایا:۔

”ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اسکے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو صاحبِ شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور متابعت نبوی سے وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک اور وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی ختم نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔“ (ریویو آف ریلیجنز بابت مارچ ۱۹۰۲ء)

الغرض سورۃ نساء رکوع ۹ کی مذکورۃ الصدر آیت میں امت محمدیہ کے لئے وحی والہام کی نعمت سے سرفراز کئے جانے کا ایک دائمی وعدہ ہے جو درحقیقت ہر زمانہ میں اُن کی امید کا سہارا اور ان کے مستقبل کو نہایت منور اور تابناک صورت میں پیش کرنے والا ہے۔

نیز اس آیت میں اُس پیشگوئی کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جو سورت جمعہ میں کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اُمیوں میں انہی کی قوم کا ایک رسول بھیجا جو اُنہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اسی طرح وہ ان کے سوا ایک اور قوم کو سکھائے گا جو اب تک انہیں نہیں ملے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو احادیث میں آتا ہے کہ صحابہ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ جو ہم سے نہیں ملے۔ اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چڑھ جائے تو فارس سے ایک شخص یا فرمایا ابناء فارس میں سے ایک شخص آسمان پر جا کر دین کو واپس لے آئے گا۔

یہ روایت ہے اور بعض اور روایات سے کہ جن میں ”رَجُلٌ“ کی جگہ ”رِجَالٌ“ کا لفظ ہے (بخاری جلد ۳ کتاب التفسیر) معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں ایمان دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ اور ایک شخص بنو فارس سے جس کے ساتھ اور بھی بعض ابناء فارس بطور مددگار ہوں گے ایمان کو واپس لائے گا۔ اور اس کی معرفت اللہ تعالیٰ نے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی کام کرنے کا موقعہ دیا کہ جو صحابہ کے زمانہ میں آپ نے کیا۔ یعنی وہ آپؐ کا بروز ہونے کی حیثیت سے خدا تعالیٰ کی وحی سے اصلاح امت کرے گا۔

پھر کس قدر حسرت کا مقام ہے کہ مسلمانوں میں سے جس نے اس دروازہ کو کھلا بتایا مسلمانوں نے اس پر کفر کا فتوےٰ لگا دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا ہے۔ کیونکہ آپؐ کے بعد وحی کا دروازہ کھلا بتاتا ہے۔ اور یہ نہ سمجھا کہ وحی کیا ہے؟ وحی کے معنے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے تازہ کلام کا سننا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے تازہ کلام کو سنے گا ظاہر ہے کہ اس کا دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ترقی کرے گا۔ اور آپ پر اس کا ایمان بڑھے گا نہ یہ کہ اس کے برعکس ہوگا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور چلا جائے نعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اسلام کی اعلیٰ درجہ کی خوبی کو نہایت ہی جامع رنگ میں مندرجہ ذیل منظوم کلام میں ان الفاظ میں پیش کیا کاش کوئی صاحب دل سنجیدگی سے اس کی حقیقت پر غور کرے سے

ہے غضب کہتے ہیں اب وحی خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمت کا قصوں پر مدار
یہ عقیدہ برخلاف گفتۂ دادار ہے!
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
گوہر وحی خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں روئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار
ہے یہی وحی خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار

(محمد حفیظ بقاپوری)

دنیا کا عظیم ترین ریلوے سسٹم

ہندوستانی ریلیں کل ۳۴ ہزار میل لمبی ہیں اور یہ ریلیں ایک ارب مسافر اور دس کروڑ ٹن سالانہ مال و اسباب آٹھ ہزار تین سو انجنوں کے ذریعہ ڈھوتی ہیں۔ انجن زیادہ تر اسٹیم سے چلنے والے اور مروجہ طرز کے ہیں۔ اس تعداد میں ۷۲ بجلی سے چلنے والے ستر ڈیزل اور بجلی سے چلنے والے انجن ۲۷ ڈیزل سے چلنے والی ریل کاریں اور ۱۱۲ الیکٹرک موٹو کوچیں بھی شامل ہیں۔

مستقبل میں بھی ہندوستانی ریلوں میں اسٹیم انجن ہی نقل و حرکت کا خاص ذریعہ رہے گا۔ کیونکہ اول تو ہند میں اسٹیم کوک کے کثیر ذخیرے موجود ہیں دوسرے ریلوں کو بجلی اور ڈیزل آئیل سے چلانے میں لاگت بہت زیادہ آتی ہے۔ اس صورت حال کے تحت ریلوں کی اسٹیم انجن میں اصلاح و ترقی کے پیش نظر بیس سال تک تحقیقاتی کاموں کو جاری رکھنا پڑے گا۔ جدید معیار کے انجن بہت خوبیوں کے حامل ہیں۔ ان کی بدولت اسٹور اور تحفظی مسائل بہت سہل ہو جائیں گے اور زیادہ انجن رکھنے کی ضرورت بھی نہ رہے گی اور یہ امور اقتصادی نقطۂ نظر سے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

ہند کے ریلوے انجینئروں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ انجن کی طاقت کو اعلیٰ اور معقول بنایا جائے۔ ۱۵ برس گذرے ہندوستانی ریلوں میں معیاری طرز کے اسٹیم انجن کو رائج کیا گیا۔ مگر چند ریلوے کمپنیوں نے اسے منظور نہ کیا۔ بالآخر ۱۹۱۰ء میں برٹش انجینئرنگ اسٹینڈرڈز ایسوسی ایشن کے انجن رائج کئے گئے۔ جو آج ۴۰ برس سے زیر استعمال ہیں۔ لیکن ان میں گھٹیا قسم کا کوئلہ استعمال ہوتا ہے۔ ہندوستانی ریلوں کے انجنوں کا معیار قائم کرنے کی غرض سے ۱۹۲۵ء سے لوکو موٹو اسٹینڈرڈز کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی نے دیگر کمیٹیوں کے تعاون سے انجنوں کے اٹھارہ درجے مقرر کئے جن کو ۱۹۲۸ء اور ۱۹۳۰ء سے استعمال کیا گیا۔ ہندوستانی ریلوں میں انجنوں کی کارکردگی پر نظر ڈالنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کم از کم چالیس درجوں (کلاسوں) کے انجنوں کی ضرورت ہے۔ اور ۱۹۲۸ء اور ۱۹۳۰ء کے انڈین ریلوے اسٹینڈرڈز کے اٹھارہ درجوں (کلاسوں) کے انجن ضروریات کو پورا نہیں کرتے۔ ۱۹۲۵-۲۶ء میں ریلوے بورڈ نے محسوس کیا کہ مزید درجوں کے اضافہ کی ضرورت ہے۔ انڈین ریلوے اسٹینڈرڈز کی فہرست میں خاص طرز کے انجن شامل کر دیئے گئے اور انجن کے درجوں کی تعداد ۲۳ ہو گئی۔

جنگ کے فوراً بعد انجنوں کی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ گذشتہ زمانہ میں انجن برطانوی طرز کے مطابق تیار کئے جاتے تھے۔ لیکن اب ہندوستانی معیار کے انجنوں میں وہ خصوصی ڈیزائن بھی شامل کر دینے چاہئیں۔ جو ۱۹۴۴-۴۶ء کی مدت میں موصول ہونے والے انجنوں میں پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ۱۹۳۷ء اور ۱۹۴۶ء کے درمیان ریلوے کو پتھر کا کوئلہ کم استعمال کرنے کی دقت بھی پیش آئی۔ ہند میں یہ طے پایا کہ ”ڈبلیو۔ جی“ ”ڈبلیو۔ ایم“، اور ”ڈبلیو ڈبلیو“ طرز کے انجنوں کو استعمال میں باقی رکھا جائے اور دیگر کاموں کے لئے نئے طرز کے انجن تیار کئے جائیں۔ دو فٹ اور ڈھائی فٹ چوڑی پٹڑیوں کے لئے ڈیزل انجن تیار کرنے کی اسکیم مرتب کی گئی آج کل وزارت ریلوے کا سنٹرل اسٹینڈرڈز آفس ڈبلیو ٹی نمونہ کے انجن کا خاکہ تیار کر رہا ہے۔

تاہم چترنجن لوکو موٹو ورکشاپ ”ڈبلیو جی“ نمونہ کے پچیس انجن تیار کر چکا ہے۔ اور ٹاٹا لوکو موٹو اینڈ انجینئرنگ کمپنی لیمیٹڈ نے وائی پی نمونہ کے چالیس انجن تیار کئے ہیں۔ علاوہ ازیں ”وائی بی“ نمونہ کے انجن بھی جلد ہی تیار کئے جائیں گے۔

انجن کے لئے نمونہ میں ایندھن کی کھپت کو واضح طور پر لحاظ رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ ایندھن کی لاگت انجن کی ملازمت کے تحفظ اور فراہمی کی لاگت کے برابر پڑتی ہے تاہم دس پندرہ سال کے عرصہ میں انجن کے عمدہ اور نئے معیاروں کے لئے ایک اسکیم مرتب کرنی پڑے گی۔ اور پانچ سالہ پلان کی بدولت اچھے اور بڑے انجنوں کی مانگ بھی بڑھے گی۔ (الجمعیۃ)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارنامے

"اے عقلمندو! میرے کاموں سے مجھے پہچانو۔ اگر مجھ سے وہ کام اور وہ نشان ظاہر نہیں ہوتے جو خدا کے تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہئیں تو تم مجھے مت قبول کرو۔ لیکن اگر ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے تئیں دانستہ ہلاکت کے گڑھے میں مت ڈالو۔ بد ظنیاں چھوڑو۔ بدگمانیوں سے باز آجاؤ کہ ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہیں دیکھتے۔ اور فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آیا۔ خدا اپنے جلال میں ہے۔ اور در و دیوار لرزہ میں۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے۔ کہاں ہیں وہ آنکھیں جو وقتوں کو پہچانتی ہیں۔ آسمان پر ایک حکم لکھا گیا۔ کیا تم اس سے ناراض ہوئے" (سراج المنیر ص)

قبل اس کے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کارناموں پر نظر ڈالی جائے مناسب ہے کہ آپ کے متعلق بعض ابتدائی معلومات کا ذکر کر دیا جائے۔ تاکہ جس عظیم الشان انسان کے سنہری کارناموں کا تذکرہ ہوگا اُس کی عظمت اور بلند شان کا کس قدر اندازہ قارئین کرام کے ذہن میں موجود ہو۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ آپ آج سے ۱۷۰ برس پہلے قادیان کی مقدس بستی میں ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ کسی یونیورسٹی یا سکول کے باقاعدہ طالب علم نہ رہے مگر آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی۔ اور اکثر اوقات دینی کتب کے مطالعہ یا گوشۂ تنہائی میں یاد الٰہی میں معروف رہے۔ آپ چاہتے تھے کہ تمام دنیا سے الگ تھلگ خدا کی یاد ہی میں اپنی زندگی گذار دیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ سے بہت بڑا کام لینا تھا۔ اس لئے اُس نے خود آپ کو اس گوشۂ تنہائی سے باہر نکالا۔

آخر ۱۸۸۰ء میں آپ کی پبلک زندگی شروع ہوئی اور آپ نے ایک کتاب براہین احمدیہ شائع کی جس میں آپ نے اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کیا۔ اور اُس کے زندہ اور کامل مذہب ہونے کے دلائل بیان فرمائے اور یکے بعد دیگرے اسی کتاب کے دو حصے شائع ہوئے۔

اگرچہ اسی کتاب میں آپ نے اپنے تازہ الہامات بھی درج کئے۔ جن میں اس بات کی خبر دی گئی تھی۔ کہ آئندہ زمانہ کی اصلاح آپ کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور یہ کہ آپ ہی اس پُر آشوب زمانہ کے مصلح اور ریفارمر ہیں لیکن خدا تعالیٰ سے علم الہام پاکر ۱۸۹۱ء میں آپ نے اس بات کا دعویٰ کیا اور اپنے تئیں ان تمام پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیا۔ جو مختلف مذاہب کی طرف سے آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے مصلح ربانی کے بارہ میں موجود تھیں۔ اور اس بات کا اعلان کیا کہ میں مسلمانوں کے لئے مہدی۔ مسیحیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کلنکی اوتار ہوں۔

پھر کیا تھا چاروں طرف سے مخالفت کے بادل امنڈ آئے مگر آپ خدا کی آس پر اپنا کام کرتے چلے گئے۔ آخر جس مقصد کو لے کر آپ اس دنیا میں آئے اُس کی محکم بنیاد قائم کر کے حسب سنت انبیاء علیہم السلام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئے۔ اور اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے۔ جو نہ صرف ملک ہندوپاکستان میں بلکہ اس وقت دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور آج دعوے سے کہا جاتا ہے کہ دنیا پر آ‌ج سورج غروب ہوتا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ پر کسی وقت بھی سورج غروب نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے نئی اور پرانی دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔

جس عظیم الشان شخصیت کے مالک حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے اس کا اعتراف نہ صرف اپنے بلکہ بیگانے بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی وفات پر ایک غیر احمدی اخبار نویس کی رائے بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ میری مراد اس سے امرتسر کے اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر مولانا عبداللہ العمادی سے ہے۔ وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات پر اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ . . . .

. . . دنیا سے اُٹھ گیا . . . . .

ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ . . . .

آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو"

(اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء)

بلاشبہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے زمانہ کی کایا پلٹنے کے لئے مبعوث ہوئے اور آپ کے ذریعہ سے ایک عالمی انقلاب آیا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے خود فرمایا:-

"خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ جو خدا سے ظاہر ہوئے۔ اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اس کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں"

(کشتی نوح ص ۱۵ خورد)

اگرچہ اس نظام نو کی تعمیر اس وقت اپنی ابتدائی حالت میں ہے۔ لیکن دور بین نگاہیں اسے دیکھ چکی ہیں۔ اور غافل نگاہیں اس سے بے خبر رہیں۔

آپ کے سنہری کارنامے

بہر حال آپ دنیا میں آئے اور بہت بڑے کام کر گئے۔ آپ کی تیس سالہ پبلک زندگی آپ کے منفرد سنہری کارناموں سے روشن ہے۔ انہی میں سے چند موٹے موٹے شاندار کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)

سب سے پہلے نمبر پر آپ کا شاندار کارنامہ مخلوق خدا کا تعلق اُس کے حقیقی خالق و مالک سے پیدا کرنے کا ہے۔ یعنی وہ دنیا جو اپنے پیدا کنندہ کو قطعی طور پر بھلا چکی تھی۔ آپ نے اس زندہ خدا کا ثبوت زندہ نشانات و معجزات دکھا کر دیا۔ اور اس رنگ میں اُس کی ہستی کو دنیا کے سامنے متعارف کیا۔ کہ سنجیدگی سے غور کرنے والا انسان قائل ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ چنانچہ آپ نے اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے اس بات کو بالوضاحت ذکر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار کے لئے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں۔ ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں۔ اور خدائی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال کے ذریعہ سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے"

(لیکچر اسلام لاہور ص ۲۴)

انبیاء سابقین کے زمانہ کی طرح حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام جس زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ اس وقت بھی خدا تعالیٰ دنیا کی نظروں سے مخفی ہو چکا تھا اور ایسا مخفی کہ لوگوں کا حقیقی تعلق اُس سے بالکل نہ رہا تھا۔ خالق اور مالک کی حقیقت کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ بلکہ یہ صرف کتابوں میں لکھا رہ گیا تھا۔ کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق و مالک ہے۔ ایسے زمانہ میں

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے ذکر کو اس کی کامل صفات کے ذریعہ قائم کیا اور تازہ نشانات و معجزات کے ذریعہ اس کی صفات کو ثابت کیا۔

(۲)

مذہبی مباحثات کے لئے بعض سنہری اصول

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اس زمانہ کے لئے امن و سلامتی کا پیغام لائے اور آپ نے اس کے قیام کیلئے وہ بے مثال ذرائع پیش کئے کہ اگر آج دنیا ان پر کاربند ہو جائے تو آئے دن کی رنجشوں اور فتنہ و فساد سے بکلی نجات مل جائے اور قومی اور ملکی قوت جو ایسے بے سود تنازعات میں صرف ہوتی ہے ایک ترقی کی طرف منتقل ہو جائے۔

جس زمانہ میں آپ پیدا ہوئے جملہ مذاہب کی کشتی اور سخت کشمکش کا زمانہ تھا۔ جس کے نتیجہ میں باہمی فتنہ و فساد کی آگ زیادہ سلگتی۔ منافرت اور ایک دوسرے سے بُعد کی خلیج زیادہ وسیع ہوتی اور مذہبی بحث و تمحیص کسی نیک نتیجہ پر نہ پہنچتی۔ اسلئے کہ صحیح طریق اختیار نہ کیا جاتا تھا آپ نے ان بحثوں کا طریق ہی بدل دیا۔ چنانچہ آپ نے بڑے قیمتی اصول وضع فرمائے۔ اور آپ نے اعلان فرمایا کہ مذہب کا بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کے ساتھ ملا دے۔ سو ضروری ہے کہ ہر مذہب مشاہدہ کے ذریعہ اس کا ثبوت بہم پہنچائے کہ اس نے انسانوں کی ایک جماعت کو جو اس طریق پر چلتی تھی خدا سے ملا دیا۔ اور اس کا قرب حاصل کرا دیا۔ تا تمام فضول بحثوں کا خاتمہ ہو جائے۔

دوسرے یہ کہ ہر مذہب اپنی صداقت کے لئے دعوے اور دلیل اپنی الہامی کتاب سے پیش کرے۔ ورنہ ہر شخص اپنے خیالات کو اپنے مذہب کی طرف منسوب کر کے اس پر بحث کر سکتا ہے۔ اور اس طرح کسی صحیح نتیجہ کی امید نہیں کی جا سکتی۔

اس کے ساتھ تیسرے نمبر پر آپ نے یہ اصول بھی پیش کیا کہ دوسرے مذہب پر تنقید کی بجائے ضروری ہے کہ اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ اور کوئی ایسا اعتراض نہ کیا جائے جو خود اپنے مذہب پر پڑتا ہے جس کا ایک طرف یہ فائدہ ہوگا کہ سننے والے خود اندازہ کریں گے کہ کونسا مذہب اپنے اندر زیادہ خوبیاں رکھتا ہے۔ تو دوسری طرف باہمی مناقشات کا ہمیشہ کیلئے سدباب ہو جائیگا۔ پھر نہ صرف یہ کہ آپ نے یہ اصول بیان فرمائے بلکہ ہمیشہ خود بھی ان اصولوں کے کاربند رہے۔ اور آج تک آپ کی جماعت بھی انہیں کی پابندی کرنا اپنا فخر سمجھتی ہے۔

الغرض اس جدید علم کلام کے پیش کرنے سے آپ نے مذہبی جھگڑوں اور قسم قسم کے فتنہ فساد کا استیصال کر دیا۔ اور بلاشبہ آپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ کاش آج دنیا اس کی حقیقت کو سمجھے!!

(۳)

پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کا قیام

تیسرا بہت بڑا کارنامہ جس کے ساتھ امن عامہ کا قیام وابستہ ہے۔ آپ نے اس صحیح اسلامی نظریہ کو پیش کر کے کیا کہ جس طرح خدا تعالیٰ رب العالمین ہے جو تمام دنیا کو برابر مادی سامان بہم پہنچاتا ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے روحانی فیض سے کسی قوم کو بھی بے نصیب نہیں کیا۔ اور یہ بات عقل سلیم کے سخت مخالف ہے کہ خدا تعالیٰ باوجود رب العالمین ہونے کے کسی ایک قوم کو ہدایت کے لئے چن لے اور باقی سب کو چھوڑ دے۔ بلکہ ہر خطۂ زمین میں خدا تعالیٰ نے اپنے روحانی مصلحین کو مبعوث کیا جو اس کے منور چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں۔ آپ نے قرآنی آیت ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کو پیش کرتے ہوئے جملہ پیشوایانِ مذاہب کے عزت و احترام کو نہایت محکم طریق پر قائم کر دیا۔ آپ نے اپنے آخری لیکچر میں فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو اس آیت سے شروع کیا کہ الحمد للہ رب العالمین اور جابجا اُس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے کہ جیسے کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے۔ ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کہ کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔"

(پیغام صلح صفحہ ۶۵ و ۶۶)

امن کے شہزادے نے آج سے چوالیس سال پیشتر اپنے ملک کے حالات کا گہرا مطالعہ کیا اور بتایا کہ ہمارے ملک میں تمام مذہبی جھگڑے محض اس وجہ سے رونما ہوتے ہیں کہ ایک مذہب کا پیرو دوسرے کے پیشوایاں کو عزت و احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ پس ایسے موقعہ پر پہلے تو آپ نے جملہ مذاہب کے متعلق اصولی طور پر فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں۔ اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں، اور ایک عمر پا گئے ہیں۔ اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں۔ اور نہ اُن نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔" (تحفہ قیصریہ صفحہ ۴)

پھر خصوصیت سے ملک ہند میں بسنے والی دو بڑی قوموں کے دیرینہ قریبی تعلق کو ان الفاظ میں بیان کیا:۔

"ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آئے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخی سے حقیر کرنا چاہے گی۔ تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا۔ تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۸)

پھر تمام مذہبی بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت و احترام کرنے کے لئے اپنی جماعت کا صاف اور واضح نظریہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

"ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے۔ بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں۔ اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے۔ اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے۔ اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے۔ تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کاذب اُس کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۲۲ و ۲۳)

پھر عملی طور پر آپ نے اپنی متعدد تقاریر اور کتب میں ہندوؤں کے بزرگان کو تعریفی کلمات سے یاد کیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"راجا کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور بااقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شرک سے دشمنی رکھتا تھا۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲)

اسی طرح حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا:۔

"ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندو صاحبوں کی قوم میں سے بابا نانک صاحب ہیں۔ جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زد عام ہے اور جن کی پیروی کرنے والی اس ملک میں وہ قوم ہے جو سکھ کہلاتے ہیں۔ جو بیس" (باقی صفحہ ۱۲ کالم ۴ پر)

تعلیم و تربیت

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں صیغہ تعلیم و تربیت کیا ہے۔ اس کا مفہوم اور منشاء کیا ہے نظارت تعلیم و تربیت اور سکرٹریان تعلیم و تربیت کے فرائض کیا ہیں جماعت کی آگاہی کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سابق ناظر تعلیم و تربیت کا ایک جامع مضمون مطبوعہ ۱۹۳۶ء ہدیۂ ناظرین اخبار بدر و سکرٹریان تعلیم و تربیت ہے۔ امید ہے کہ افراد اور ارکان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اس سے استفادہ کرتے ہوئے تعلیم و تربیت کی طرف عملی قدم اٹھائیں گے۔ بالفعل اس مضمون کی تمہید پیش خدمت ہے۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔)

حضرت ممدوح ابتداً بطور تمہید ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت اور نگرانی کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکزی نظام مختلف صیغہ جات کی صورت میں تقسیم شدہ ہے۔ ان صیغہ جات میں ایک صیغہ نظارت تعلیم و تربیت ہے جس کے سپرد نہ صرف سلسلہ کی جملہ درسگاہوں اور تعلیمی اداروں کی نگرانی ہے۔ بلکہ جماعت کی اخلاقی اور دینی تربیت بھی اسی صیغہ کے سپرد ہے۔ اس مرکزی صیغہ کی ہدایات کے ماتحت جملہ مقامی جماعتوں میں سکرٹریان تعلیم و تربیت مقرر ہوتے ہیں۔ جو اپنی اپنی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی نگرانی میں اپنے اپنے حلقہ میں اسی قسم کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ جو نظارت تعلیم و تربیت پر ساری جماعت کے متعلق عائد ہوتے ہیں۔ گویا ناظر تعلیم و تربیت اور مقامی سکرٹریان تعلیم و تربیت کا کام اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک ہی ہے۔ صرف حلقہ کار کا فرق ہے یعنی جہاں ناظر تعلیم و تربیت کا حلقہ کار ساری جماعت تک وسیع ہے خواہ وہ مرکز سلسلہ میں ہو یا باہر۔ وہاں مقامی عہدہ داروں کا کام اس مخصوص مقامی جماعت تک محدود ہوتا ہے۔ جن کے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ خواہ وہ کسی گاؤں یا قصبہ یا شہر کی جماعت ہو یا کسی ضلع یا صوبہ یا ملک کی اور چونکہ ہر جگہ کا مقامی نظام مرکزی نظام کے ماتحت ہے اس لئے مرکزی عہدہ داران کے فرائض میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ مقامی عہدہ داران کو ان کے کام کے متعلق مناسب ہدایات جاری کرتے رہیں۔

اس نازک اور اہم ذمہ واری کے ماتحت باوجود اس احساس اور یقین کے کہ میں خود اپنی بہت سی کمزوریوں اور خامیوں کی وجہ سے تربیت اور اصلاح کا از حد محتاج ہوں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی ہے مقامی عہدہ داروں کے لئے جماعت کی تعلیم و تربیت کے متعلق بعض اصولی ہدایات تحریر کر کے ایک مختصر رسالہ کی صورت میں جمع کر دوں تاکہ ہمارے سکرٹریان تعلیم و تربیت اور دیگر مقامی عہدہ دار صاحبان ان ہدایات کو مدنظر رکھ کر اُن سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

سب سے پہلے میں تعلیم و تربیت کے کام کی اہمیت کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں اگر سلسلہ رسالت پر نظر ڈالی جائے۔ تو ہر شخص یہ محسوس کرے گا۔ کہ ایک روحانی مصلح و مامور کی بعثت کی اصل غرض و غایت دو باتوں میں محصور ہوتی ہے

اول۔ دعوۃ و تبلیغ یعنی خدائی منشا کی طرف لوگوں کو بلانا اور ان تک خدائی پیغام کو پہنچانا۔

دوسرے۔ تعلیم و تربیت یعنی جو لوگ اس دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں حق کو قبول کریں ان کو ایمانی اور اعتقادی اور عملی لحاظ سے اس رستہ پر قائم کر دینا جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لحاظ سے بہترین راستہ ہے۔ اور یہ وہ دو باتیں ہیں جو ہر مامور و مرسل کی بعثت کی علت غائی ہیں۔ ان کے علاوہ باقی ساری باتیں محض ضمنی اور زائد حیثیت رکھتی ہیں۔ جو خواہ کس قدر بھی ضروری اور اہم ہوں مگر وہ بعثت ماموریں کی بنیاد نہیں سمجھی جا سکتیں۔ اور ان دو باتوں کے متعلق بھی غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے مؤخر الذکر غرض و غایت یعنی تعلیم و تربیت ہی انبیاء کی بعثت کی اصل غرض ہے۔ اور مقدم الذکر غرض یعنی دعوت و تبلیغ اس غرض کے لئے بطور تیاری کے ہے یعنی چونکہ الٰہی منشاء یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو ایک خاص تعلیم و تربیت کے مقام پر قائم کیا جائے۔ اس لئے اس منشاء کے حصول کے واسطے ایک جماعت کا قیام اور لوگوں کو اس جماعت میں داخل ہونے کی دعوۃ دینے کا طریق اختیار کیا جاتا ہے۔ ورنہ محض دعوۃ دینا اصل غرض نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو اس بات سے سرکار نہیں کہ ایک خاص نام پانے والی جماعت قائم ہو جائے۔ بلکہ منشاء یہ ہوتا ہے۔ کہ ایمانی اور عملی لحاظ سے لوگوں کی زندگیاں رضائے الٰہی کے رستہ پر قائم ہو جائیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک نبی کی بعثت کی غرض و غائت صرف تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اور باقی کام یا تو اس کام کی تیاری کے طور پر ہیں۔ اور یا اس سے ادنیٰ اور دوسرے نمبر پر ہیں۔

میں نے اپنے اس نقطۂ نظر کو مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء کی رپورٹ میں زیادہ وضاحت اور تعیین کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جس کا ضروری اقتباس اس جگہ دوستوں کی یاد دہانی کے لئے درج کرتا ہوں۔

"نظارت تعلیم و تربیت کا کام جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے جماعت احمدیہ کے شعبۂ تعلیم و تربیت کے ساتھ کسی قسم کا بلا واسطہ تعلق رکھتا ہو وہ اس نظارت کے حلقۂ کار میں داخل ہے۔ اور اس نظارت کا فرض ہے کہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق اس کی طرف کما حقہ، توجہ کرے۔ پس نظارت ہذا کا کام ایک نہایت وسیع اور کثیر التعداد مختلف شعبوں کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جماعت کے متعلق جتنے بھی مختلف کام ہیں وہ دراصل نظارت تعلیم و تربیت کی شاخیں ہیں۔ اور گو سہولت اور تقسیم کار کے لئے ان کے واسطے الگ الگ نظارتیں مقرر ہیں۔ مگر نظارت کو بھی اپنے فرض منصبی کو ملحوظ رکھتے ہوئے انکی طرف توجہ دینی چاہیے۔ مثلاً نظارت دعوت و تبلیغ ایک مستقل نظارت ہے۔ لیکن نظارت تعلیم و تربیت اپنی ذمہ واری میں یقیناً کوتاہی کرنے والی ٹھہرے گی۔ اگر اس کی طرف سے خاص اہتمام کے ساتھ یہ کوشش جاری نہ رہے، کہ جماعت کے افراد کے اندر اپنی تبلیغی ذمہ واریوں کے پورا کرنے کی اہلیت پیدا ہو اور جماعت ترقی کرے۔ اسی طرح جماعت کے محاصل کے انتظام کے لئے نظارت بیت المال مقرر ہے۔ لیکن اگر جماعت کے افراد چندوں وغیرہ کی ادائیگی میں سستی دکھائیں تو یقیناً نظارت تعلیم و تربیت کو بھی بحصہ رسدی اس سستی کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ نظارت ہذا کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ جماعت کے افراد سلسلہ کے لئے مالی قربانی کرنے کی روح میں ترقی کریں۔ اسی طرح دوسری نظارتوں کا حال ہے اس لحاظ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں، نظارت تعلیم و تربیت کے کاموں کا حلقہ باقی سب نظارتوں سے زیادہ وسیع ہے۔ اور نیز اس نظارت کے کام کے مختلف شعبے اپنی شمار میں بھی دوسروں سے زیادہ کثیر التعداد ہیں حلقہ کار کی وسعت کے علاوہ نظارت ہذا کا کام اپنی اہمیت اور اثرات کے لحاظ سے بھی دوسرے تمام کاموں سے بڑھا ہوا ہے۔ جماعت کے لڑکوں اور لڑکیوں، مردوں اور عورتوں کی خاطر خواہ و مطابق ضرورت زمانہ درسی تعلیم کا انتظام کرنے کے علاوہ نظارت ہذا کا یہ فرض ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کی دینی و دنیاوی، علمی و عملی، اخلاقی و روحانی تربیت کا ایسے طور پر انتظام کرے جس سے جماعت کے افراد ہر رنگ میں اس اعلیٰ نمونہ پر قائم ہو جائیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے والا ہو۔

نظارت تعلیم و تربیت کی غرض و غایت کے لحاظ میری رائے میں ہر دانا شخص اس بات کو تسلیم کرے گا۔ نظام سلسلہ کے جملہ کاموں میں سے اگر کوئی کام بالذات مقصود ہے۔ تو وہ صرف نظارت تعلیم و تربیت کا کام ہے، اور باقی سارے کام اسکے لئے بطور ایک زینہ اور واسطہ کے ہیں۔ ہم کیوں غیر احمدیوں کو جماعت میں داخل ہونیکی دعوت دیتے ہیں؟ کیا صرف اس لئے کہ ہماری تعداد زیادہ ہو جائے؟ نہیں بلکہ اسلئے کہ تا ان لوگوں کو سلسلہ میں داخل کر کے تعلیم و تربیت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر قائم کیا جاوے۔ جس کے متعلق باری تعالیٰ کا منشاء ہے کہ لوگ اس پر قائم ہوں ہم کیوں احمدیوں سے چندہ مانگتے ہیں؟ کیا اس لئے کہ ہمارا خزانہ بھرا رہے اور ہم مالدار کہلائیں؟ نہیں بلکہ اس لئے کہ ہم اس روپے کے ذریعہ سے جماعت کے موجودہ افراد اور آئندہ داخل ہونیوالے افراد کی بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلیم و تربیت کا انتظام کر سکیں وعلیٰ ہذا القیاس۔

پس جس طرح انسانی جسم میں دل کی حیثیت ہے۔ جسے زندہ رکھنے کیلئے سارے اعضا کام میں لگے رہتے ہیں۔ جسکے زندہ رہنے سے سارے اعضاء کی زندگی قائم رہ سکتی ہے، اسی طرح سلسلہ کے کاموں میں سے تعلیم و تربیت کا کام ہے جسکی خاطر باقی سارے کام جاری ہیں۔ اور جس کے اچھا یا بُرا ہونے پر باقی کاموں کے اچھا یا بُرا ہونے کا بڑی حد تک دار و مدار ہے۔ مثلاً نظارت دعوت و تبلیغ دن رات اس کام میں لگی ہوئی ہے کہ نظارت تعلیم و تربیت کے لئے کام کا میدان پیدا کرے۔ اور دوسری طرف دعوۃ و تبلیغ کا کام ہرگز خاطر خواہ صورت میں چل نہیں سکتا۔ جب تک کہ اسکے رگ و ریشہ میں نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے ہر وقت زندگی کا تازہ خون نہ پہنچتا رہے۔ وقس علیٰ ذالک

اسی طرح نظارت تعلیم و تربیت کا کام اپنی گہرائی میں بھی ایک امتیاز رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق نفوس کی علمی و ذہنی ترقی اور اخلاق و عادات کی درستی اور روحانیت کے قیام اور اسکی بہبودی کیساتھ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں گہری اور مستقل اور باضابطہ مساعی کو چاہتی ہیں اسکے علاوہ نظارت ہذا کا کام صرف موجودہ نسل کی حفاظت و ترقی تک ہی محدود نہیں، بلکہ آئندہ نسلوں کی خاطر خواہ حفاظت و ترقی کا انتظام کرنا بھی اس نظارت کا کام ہے۔

(باقی صفحہ کالم ۴ پر)

افکار و آراء

روز نامہ بمبئی سماچار (بزبان گجراتی) مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۵۲ء میں سورت کے ایک بہت بڑے وہرہ تاجر حاتم بھائی اسمٰعیل کا ایک مضمون پاکستان کی موجودہ ایجی ٹیشن کے بارہ میں شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"پاکستان میں یزیدیوں کا خروج"

؎ مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

مندرجہ بالا شعر مرحوم سر شیخ محمد اقبال ایم۔اے کا ہے۔ اس میں ایک بڑی حکمت پوشیدہ ہے جو تشریح کی محتاج ہے۔ اسلام کی یہی تعلیم ہے اور دنیا کے دوسرے مذہبوں کا بھی یہی قانون ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مغل خاندان کے اکبر بادشاہ اور ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں مسلمانوں اور دوسری قوموں میں اتحاد اور اخوت تھی۔

حال میں ہی چند دنوں سے پاکستان میں احمدیہ جماعت کے خلاف ایک ایجی ٹیشن جاری ہے۔ اس کے پیچھے بڑی خطرناک باتیں ہیں۔ اب ایک سوال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت پاکستان میں کس طرح اور کہاں رہے؟ جہاں تک معلوم ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ احمدیہ جماعت لاہور اور اس کے علاقہ سے ہجرت کرنے اور ہو سکے تو بھارت میں آکر بسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس میں پاکستان کی بدنامی ہے۔ اگر آج احمدیہ جماعت کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ تو کل دوسرہ اقلیت والی جماعتوں مثلاً خوجہ۔ وہرہ۔ پارسی۔ یہودی، ہندو اور عیسائی جماعتوں کو پریشان کرنا شروع کر دیں۔ اس میں اب کوئی شک کی گنجائش نہیں اس طرح احمدیہ جماعت اور دوسری چھوٹی قوموں کا پاکستان میں تن۔ من اور دھن محفوظ نہیں رہ سکتا حکومت پاکستان کو اب احمدیہ جماعت کے مخالفوں کو ہرگز بھولنا نہ چاہیئے۔ پاکستان اسلام کے اصول پر بنا تھا۔ اب جو پاکستان میں ایسا ہو گا۔ تو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہو گا۔ مرحوم جناب جناح صاحب نے جب پاکستان لیا۔ تو فرمایا تھا۔ کہ پاکستان صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ ہر وہ قوم جو اقلیت میں ہو گی اور پاکستان میں رہے گی۔ ان کی جان۔ مال اور مذہب کی پوری پوری حفاظت کے پاکستان سرکار تیار رہے گی۔ پاکستان کے بنانے والے جناح صاحب بھی فرقہ بندی کے قائل نہ تھے مگر اب احمدیہ جماعت کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والے ملاں بانی پاکستان کے الفاظ کو بھول گئے ہیں اب اندیشہ ہے کہ آئندہ خوجہ۔ وہرہ وغیرہ اقلیت والی قومیں بھی اپنے مذہبی اصولوں اور مذہبی رسم و رواج کو پورا کرنے کے لئے دقت و رکاوٹ نہ پائیں۔

جب کہ احمدیہ جماعت پر مصیبت آئی ہے۔ ان حالات کی وجہ سے اقلیت والی جماعتوں کو پریشانی اور گھبراہٹ ہو گئی ہے۔ اور وہ اپنے بارہ میں سوچ رہے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ لاکھوں روپے کی تجارت پاکستان میں کر رہے ہیں۔ اگر کہیں ان کی مذہبی رسوم میں کوئی رکاوٹ پیدا کی گئی۔ تو وہ اپنا نقصان کر کے بھی دوسرے ملک میں جا کر بسنے کی فکر کریں گے۔

حکومت پاکستان اب احمدیہ جماعت کے خلاف ایجی ٹیشن کو سختی سے دبا رہی ہے۔ اور امید ہے کہ وہ دبائے گی اور یہ اچھا کام ہے۔ جناب ظفر اللہ خاں صاحب نے پاکستان اور پاکستانیوں کے واسطے تن من اور دھن کی بہت بڑی قربانی دی ہے جس کے بدلہ میں پاکستانی اُن کے خلاف فرقہ بندی کی جنگ کر رہے ہیں۔ اور ظفر اللہ خاں صاحب کی جماعت کے خلاف پاکستان میں ایجی ٹیشن کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب جماعت احمدیہ کے خلاف ایسا ہو رہا ہے تو اب ہم کو دوسری اقلیت والی قوموں کے متعلق بھی سوچنا چاہیئے۔ پاکستان کے مولوی اور ملاں جواب گو رہے ہیں تو اس بارہ میں اُن کے پاس خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی خاص حکم نہیں آیا۔ کہ اقلیت والی قوموں کو ستاؤ اور پریشان کرو۔ ان کے بھائیوں اور بہنوں کو گھروں میں سے نکال کر ذبح کرو۔ اور دکانوں میں گھس کر جس طرح چاہے لوٹ چلاؤ۔ اور عورتوں پر جیسا چاہے ظلم کرو۔ ایسا حکم تو اسلام کا نہیں۔

اے مولویو! اللہ انصاف کا مالک ہے اور بلا شبہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ خدا اس کا بدلہ لے گا۔ اور پاپ کا گھڑا ایک دن ٹوٹے گا۔ اور اُس کی سزا ملے گی۔ اور اللہ کے کام میں کسی کو دخل اندازی کا حق نہیں۔ اس لئے اے پاکستانی مولویو اور فنڈوا اپنی اس غلط فسادی اور یزیدی طریقوں کو چھوڑ دو۔

آج ہندوستان میں مسلمان اپنی مذہبی رسوم کو آزادی سے انجام دے رہے ہیں۔ اور بھارت میں مسلمانوں کو پوری پوری آزادی ہے۔ پاکستان میں بھی ایسی ہی آزادی ہونی چاہیئے۔

انتقال پُر ملال

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

خاکسار کی دادی مکرمہ محترمہ شاہ بی بی صاحبہ اہلیہ میاں شیخ نذیر احمد صاحب جن کی عمر اندازاً پچاسی چھیاسی سال تھی۔ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۵۲ء بروز پیر ۵ بجے شام قصبہ میراں پور کٹڑہ ضلع شاہجہان پور (یو۔پی) میں اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملیں۔ اور وہیں دفن ہوئیں۔ مرحومہ نے مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۵۱ء کو بذریعہ خط سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کی تھی۔ انہیں احمدیت خاکسار سے پہنچی تھی۔ مورخہ ۳ مارچ ۵۲ء بروز منگل کو میرے والد مکرم محترم میاں شیخ محمود احمد صاحب احمدی کی امامت میں مکرم امداد حسین صاحب احمدی۔ مکرم احمد خاں صاحب احمدی اور میرے ماموں مکرم محترم احمد حسین صاحب، میرے چچا مکرم محترم الطاف حسین صاحب جو غیر احمدی ہیں، کل پانچ آدمیوں نے جنازہ کی نماز ادا کی۔ اور قادیان میں مورخہ ۱۳ مارچ ۵۲ء بروز جمعہ نماز جنازہ غائب بعد نماز جمعہ مکرم محترم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے پڑھائی۔

میرے والد صاحب وہاں پر اکیلے احمدی ہیں مگر مندرجہ بالا میرے دو غیر احمدی رشتہ دار تحصیل تلہر (جو وہاں سے سات میل ہے) سے آ گئے۔ اُن کو مخالفین نے بہت روکا کہ تم جنازہ میں شریک نہ ہو۔ مگر انہوں نے یہ کہا کہ ہم سات میل سے اسی غرض کے لئے آئے ہیں۔ ضرور شامل ہوں گے اور وہ شامل ہوئے۔ اس بات پر مخالفین ان سے سخت ناراض ہوئے۔

میرے والد صاحب ایک غسل دینے والی عورت کو بلا کر لائے۔ تو اس کو مخالفین واپس لے گئے۔ اس وجہ سے میری والدہ صاحبہ نے دادی صاحبہ کو غسل دیا۔ قبر کھودنے والوں کو بھی مخالفین نے ہٹا دیا۔ اور وہ کام چھوڑ کر چلے گئے۔ جنازہ میں شرکت کرنے والے پانچ احباب جنازے کو لے کر قبرستان گئے۔ پہلے قبر کو جو باقی رہ گئی تھی۔ ٹھیک کیا۔ اس وقت بندرہ بیس مخالف آدمیوں کا گروہ قبر پر آ گیا۔ اور اُن میں سے کسی نے کہا کہ "ہمارے باپ کی قبر کھود ڈالی دوسری جگہ کھود۔ میں یہاں نہیں دفن ہونے دوں گا" اور کسی نے کہا کہ "تمہارا (یعنی احمدیوں کا) جہاں قبرستان ہو وہاں لے جاؤ" یہ لوگ کسی سکیم کے ماتحت آئے تھے۔ جب میرے والد صاحب نے دیکھا کہ وہ لوگ آمادۂ فساد ہیں۔ تو پولیس چوکی گئے۔ وہاں کے ہیڈ کانسٹیبل جو مسلمان ہیں مل گئے۔ انہوں نے میرے والد صاحب سے پوچھا کہ کیسے آئے۔ تو میرے والد صاحب نے کل واقعہ سنایا اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا چلو میں چلتا ہوں۔ چنانچہ وہ آئے۔ انہوں نے آتے ہی کہا کہ کون ہے جو قبر کو روکتا ہے۔ اور دفن نہیں ہونے دیتا وہ میرے سامنے آئے۔ وہ میرے سامنے آئے اور میرے ساتھ چل کر تھانہ دار سب انسپکٹر کے سامنے بیان دے تاکہ ایک مثال قائم ہو جائے۔ کہ ایک مسلم لاش کو مسلمان ہی روک رہے ہیں۔ تب سب مخالفین ادھر اُدھر جانے لگے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم کو شرم بھی نہیں آتی کہ جا رہے ہو۔ تمہیں مٹی دے کر جانا چاہیئے۔ وہ لوگ ٹھہر گئے۔ اور پھر قبر پر مٹی ڈالی۔ خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ جو لوگ مخالفت کرنے آئے تھے۔ انہیں کو خدا تعالےٰ نے پھر سیدھا راستہ دکھلایا۔ (یہ بھی احمدیت کی صداقت کا ایک نشان ہے)

اس کے بعد پھر جمعدار صاحب نے مخالفین کو مخاطب کر کے کہا کہ گھبراؤ نہیں وہ وقت آنے والا ہے کہ اب ان کو روکتے ہو تم کو بھی روکا جائے گا۔ اس پر اس گروہ کے سرغنہ نے کہا کہ ہم لوگوں کو امام صاحب جامع مسجد نے بھیجا ہے جمعدار صاحب نے کہا کہ ان کو بلا کر لاؤ۔ وہ خود کیوں نہیں آئے۔ اور جو مسلمان سود کھاتے جوا کھیلتے اور شراب پیتے نیز چوری بھی کرتے ہیں۔ اُن سے امام صاحب کچھ نہیں کہتے۔ اور ان کو ننگ کراتے ہیں۔ حح

حضور احباب دادی صاحبہ کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُنہیں غریق رحمت کرے۔ اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ فقط خاکسار

شیخ مسعود احمد درویش مدینۃ المسیح قادیان

تعلیم و تربیت بقیہ صفحہ ۹

پس میں احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ نظارت ہذا کی اہمیت کو پورے طور پر سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اس اہمیت کے مناسب حال اس کام کی طرف توجہ دے کر کارکنوں کے ممد و مددگار ہوں۔ اور اپنی دعاؤں میں بھی اس نظارت کے کام کو خاص طور پر یاد رکھیں کیونکہ یہ کام نظام سلسلہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اور دراصل یہی وہ کام ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے۔ اور جس کا بوجھ خلیفۂ وقت کی ہدایت و نگرانی کے ماتحت اب جماعت کے کندھوں پر ہے۔ وباللہ التوفیق و ھو المستعان"۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر موصی کو اس سے کسی رشتہ دار کو کسی قسم کا اعتراض ہو تو وہ دفتر سے دریافت کر سکے۔ (سکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

ق ۱۳۱۱۲ منکہ کنیزہ بیگم زوجہ منور علی صاحب قوم شیخ عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸ر ظہور ۱۳۳۱ ہش مطابق ۲۸ر اگست ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ منقولہ جائیداد بصورت زیورات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی ٹکہ وزنی سوا تولہ اندازاً قیمت ۱۱۳ روپے کانٹے طلائی ایک جوڑی ۱۰ ماشے ۷۵/ روپے۔ انگوٹھی طلائی چھ ماشے ۴۵/ روپے۔ کانٹے طلائی ایک جوڑی سوا تولہ ۱۱۳/ روپے۔ پازیب نقرئی ایک جوڑی ۴ تولے قیمتی ۶/ روپے کل قیمت زیورات ۴۰۶/ روپے ہیں اس سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ علاوہ ازیں ایک ہزار (۱۰۰۰) روپیہ حق مہر بذمہ خاوند ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ مندرجہ بالا جائیداد منقولہ بصورت زیورات و حق مہر کے علاوہ بوقت وفات اگر میری کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ بمطابق وصیت ۱/۱۰ اگر میں مذکورہ جائیداد کی کل رقم یا اس کا کوئی حصہ اپنی زندگی میں ادا نہ کرسکوں تو میرے ورثاء اس رقم کی میرے ترکہ میں سے ادائیگی کے پابند ہوں گے۔ فقط۔ الامتہ کنیزہ بیگم زوجہ چوہدری منور علی (دستخط) کنیزہ بیگم ۲۸ ۸/۵۲۔ گواہ شد چوہدری بدر الدین صاحب عامل جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان (دستخط) بدر الدین عامل ۲۸ ۸/۵۲ گواہ شد چوہدری منور علی خاوند موصیہ (دستخط) خاکسار منور علی درویش قادیان

ق ۱۳۱۲۰ منکہ ناصرہ خاتون زوجہ مولوی عبد الرحمن قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ر نومبر ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ کڑے طلائی ۵ تولے چار ماشے اندازاً۔ جھومر طلائی ۴ تولہ ۶ رتی بمعہ تاگہ۔ جھمکا طلائی جوڑی ۲ ۳/۴ تولے بمعہ آگہ درسوئی۔ پھول کان طلائی ۸ ماشے۔ نکلس طلائی ۴ تولہ ۲ ماشہ۔ گلو بند طلائی ۲ ۱/۴ تولہ بمعہ دھاگہ۔ انگوٹھی چار عدد طلائی ۱/۴ ۱ تولہ چھلہ طلائی ۶ عدد ہاتھوں کے ۱/۴ ۷ ماشہ اندازاً۔ چھلہ طلائی چار عدد پاؤں کے ۵ ماشہ اندازاً۔ پازیب نقرئی جوڑی ۳۴ تولے اس کے علاوہ مہر ڈیڑھ ہزار روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ سو میں ان زیورات و مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور آئندہ اگر میں کسی اور جائیداد کی مالک ہوں گی دفتر مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ الامتہ (دستخط) ناصرہ خاتون بقلم خود ۱۰ ۱۱/۵۲۔ گواہ شد (دستخط) عبد الرحمن خاوند موصیہ ۱۰ ۱۱/۵۲ گواہ شد (دستخط) سید محمد شریف صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان ۱۰ ۱۱/۵۲۔

ق ۱۳۱۱۳ منکہ محمد حسین ولد نور محمد صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۹/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد بفضلہ زندہ ہیں میری اپنی اس وقت تک کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد اس وقت مبلغ ۴۰/ روپے ہے۔ جو بصورت تنخواہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کرتا ہوں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمد اور جائیداد نہیں ہے۔ اگر کوئی آمد اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ اسی طرح میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر کوئی رقم حصہ جائیداد میں جمع کرا کر رسید حاصل کروں تو وہ اصل جائیداد سے منہا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالے مجھے اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (بقلم قریشی محمد حنیف عابد موصی نمبر ۹۲۹۲)۔ العبد محمد حسین ولد نور محمد احمدی ساکن قادیان (دستخط) محمد حسین ۹ ۹/۵۲۔ گواہ شد (دستخط) فیروز دین موصی نمبر ۱۱۶۲۵ درویش قادیان ۹ ۹/۵۲۔ گواہ شد (دستخط) بشیر احمد کالا افغاناں درویش قادیان دارالامان موصی نمبر ۱۰۸۹۹ ۹ ۹/۵۲۔

ق نمبر ۱۳۱۱۴ منکہ مسعود احمد ولد محمود احمد قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۳/۴۹ ۲۴ ساکن قصبہ میراں پور کٹڑہ ڈاکخانہ خاص ضلع شاہجہانپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۸/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ پچاس روپے ہے۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی آمد نہیں۔ (۲) میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اور اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اسی طرح اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۳) اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا انشاء اللہ تعالےٰ العبد شیخ مسعود احمد ولد شیخ محمود احمد ساکن قصبہ میراں پور کٹڑہ محلہ آفریدی ڈاکخانہ خاص ضلع شاہجہانپور حال درویش قادیان (دستخط مسعود احمد بقلم خود۔ گواہ شد بدر الدین عامل ولد چوہدری عبد الغنی صاحب ساکن محلہ دارالبرکات حال درویش قادیان وصیت نمبر ۱۰۸۸۶ (دستخط) بدر الدین عامل ۲۱ ۸/۵۲۔ گواہ شد محمود احمد بشیر ولد چوہدری غلام محمد صاحب موصی نمبر ۱۰۶۶۳ دارالمسیح قادیان دارالامان (دستخط) محمود احمد بشیر ۲۱ ۸/۵۲۔

ق نمبر ۱۰۴۴۹ منکہ بشیر احمد ولد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قوم راجپوت پیشہ واقف زندگی عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۹ء ساکن قصبہ بانگر ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۷/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ وظیفہ ۴۷/ روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی فقط العبد بشیر احمد موصی ولد محمد اسمٰعیل صاحب حال قادیان محلہ دارالبرکات دارالواقفین گواہ شد علی محمد اجمالی موصی انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد سید منظور احمد شاہ واقف زندگی ۱۷ ۷/۴۸

ق نمبر ۱۰۹۲۰ منکہ نور محمد ولد فضل احمد قوم شیخ پیشہ پرائیویٹ ملازمت ۳۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن مال روڈ ڈاکخانہ تحصیل باغ ضلع پونچھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ر جون ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے اور میرے دو بھائیوں مسمی بشیر محمد صاحب احمدی قادیان و محمد حسین صاحب حال کوئٹہ کے درمیان مشترک چوبیس کنال جائیداد ہے جو بال دراں ڈاکخانہ باغ (پونچھ) میں واقعہ ہے۔ اس وقت اسکی قیمت کا مجھے کوئی اندازہ نہیں۔ نیز ایک مکان جو ایک مرلہ کا ہے موضع بنجال مبیتی والا تحصیل باغ میں واقعہ ہے اور ہم تینوں بھائیوں میں مشترک ہے اس کی قیمت ایک سو روپیہ ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور مزید جو جائیداد بوقت وفات میری ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن مذکور حقدار ہوگی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں۔ بطور درویش یہاں مقیم ہوں۔ آئندہ جب کوئی آمد شروع ہوگی تو اس پر بھی یہی وصیت حاوی ہوگی اور اس کی اطلاع میں صدر انجمن کو دیا کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ العبد نور محمد۔ گواہ شد خاکسار محمود احمد عارف واقف زندگی مقیم دارالمسیح قادیان ۷ ۶/۴۸۔ گواہ شد ملک صلاح الدین ایم۔ اے درویش دارالمسیح قادیان ۷ ۶/۴۸۔

ق نمبر ۱۱۱۸۱ منکہ نذیر احمد ولد میاں نور احمد قوم احمدی راجکمار سابق پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ ارائیاں مسجد فضل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کسی قسم کی بھی جائیداد نہیں ہے اور نہ ہی میرا کوئی مستقل ماہوار ذریعہ آمد ہے کیونکہ میں یہاں قادیان دارالامان میں درویشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ صرف میرے پاس میرے ایک دوست کی سلائی کی مشین ہے جو محض عارضی طور پر میرے پاس ہے۔ میں اس مشین پر سلائی کا کام کرتا ہوں اور قریباً ماہوار پندرہ روپے تک سلائی سے آمدنی ہو جاتی ہے۔ میں اپنی اس عارضی ماہوار آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور میں یہ رقم انشاء اللہ تعالےٰ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا اس کے بعد مستقل ملازمت یا مستقل کاروبار شروع ہونے پر بھی میں دفتر والوں کی خدمت میں اطلاع کر دوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اس کے بعد میں جو جائیداد پیدا کروں یا میری وفات کے وقت جس قدر بھی جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نذیر احمد درویش نمبر ۸ ۱۸ ۸/۴۸۔ گواہ شد حکیم عبد الرحیم محلہ مسجد فضل قادیان درویش نمبر ۵ گواہ شد عبد القدیر دہلوی درویش نمبر ۲ مسجد فضل قادیان۔

ق نمبر ۱۲۲۰۰ منکہ محمود احمد ولد شیخ الہ بخش صاحب قوم ٹھاکر پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ر نومبر ۱۹۴۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں کیونکہ میں درویش ہوں اور اس وقت قادیان میں درویشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں مجھے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بطور امداد پانچ روپے ماہوار ملتے ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اسکے بعد بھی جو میری آمد ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ مرقوم ۱۷ر نومبر ۱۹۴۸ء۔ العبد محمود احمد درویش نمبر ۹ دارالمسیح قادیان ۱۷ ۱۱/۴۸ گواہ شد خواجہ عبد الکریم خالد نائب نگران درویشان حلقہ مسجد مبارک ۱۷ ۱۱/۴۸، گواہ شد مرزا ظہیر الدین منور ۱۱/۴۸ واقف زندگی

درویش نمبر ۸ دارالمسیح قادیان۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد خاکسار محمود احمد درویش۔ گواہ شد ملک صلاح الدین از قادیان ۱۱ ۱۱/۴۸

منتخب خبریں

لکھنؤ - ۱۷ر اپریل - پیلی بھیت کے فارسٹ ڈویژن میں کئی بار آگ لگ چکی ہے - جنگل کو آگ سے بچانے کے لئے ٹیلیفون سسٹم قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے تاکہ آتش زدگی کی صورت میں امداد طلب کی جا سکے۔

گذشتہ دس سال میں دس ہزار ایکڑ جنگل آگ کی نذر ہو چکا ہے۔

بیکانیر - ۱۷ر اپریل - مسٹر ڈی - ایس مہتا کمشنر بیکانیر ڈویژن نے گذشتہ پیر کے روز ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ۵ سالہ پلان میں راجستھان کے دیہات میں پینے کے پانی کی بہم رسانی کی سکیموں کو ترجیح دی گئی ہے - ان سکیموں کی تکمیل کے بعد دیہاتیوں کو پانی آسانی سے دستیاب ہو سکے گا۔

دہلی ۱۷ - اپریل - وزارت خارجہ کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کے ان باشندوں کو جو ہندوستان میں ۱۵ر اکتوبر ۵۲ء سے پہلے یہاں آکر قیام پذیر ہیں - اور جن کو ای اور ایف قسم کے ویزا نہیں مل سکے۔ انہیں ۱۴ر جولائی ۵۳ء سے پہلے پہلے پاکستان واپس چلا جانا چاہیئے۔

اگر یہ لوگ پرمٹ لے کر آئے ہیں تو انہیں پرمٹ کی مدت ختم ہونے پر ۱۴ر جولائی تک واپس ہو جانا چاہیئے۔ پرمٹ کی مدت زیادہ ہونے کے باوجود وہ ۱۴ر جولائی ۵۳ء کے بعد ہندوستان میں نہیں ٹھہر سکتے - اگر پرمٹ کی مدت ۱۴ر جولائی سے پہلے ختم ہوتی ہے تو وہ توسیع کرا کے ۱۵ر جولائی تک ٹھہر سکتے ہیں - لیکن ان پرمٹوں پر ۱۴ر جولائی کے بعد توسیع نہیں دی جا سکتی - البتہ یہ لوگ دوبارہ پاکستان میں ہندوستانی مشنوں سے ویزا حاصل کر کے ہندوستان آسکتے ہیں۔

البتہ وہ لوگ جو ای اور ایف قسم کے ویزا حاصل کرنے کے حقدار ہیں وہ ہندوستان کی اس ریاست کی حکومت کو جہاں وہ ٹھہرے ہوئے ہیں - درخواست دے سکتے ہیں انہیں حکومتوں سے قیمت ادا کر کے ضروری فارم حاصل کئے جا سکتے ہیں - ہندوستان کی ریاستی حکومتوں کو ویزا جاری کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔

قاہرہ ۱۷ - اپریل - عرب پریس کانگرس کا چار روزہ اجلاس ختم ہو گیا - اس مضمون کی ایک قرارداد منظور کی گئی کہ ہم ارض فلسطین کو ایک غصب شدہ علاقہ تصور کریں گے۔ جس کا اصل مالکوں کو واپس کیا جانا ضروری ہے - کانگرس نے فیصلہ کیا کہ مراکش الجزائر اور تیونس میں جو عرب اخبار نویس قید ہیں ان کی رہائی کے لئے کوشش کی جائے گی۔

پیرس - ۱۷ر اپریل - فرانسیسی کوہ نوردوں کی ایک پارٹی نے حکومت فرانس سے کوہ ایورسٹ پر چڑھنے کے لئے نیپال میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تھی - حکومت نیپال نے یہ درخواست منظور کر لی ہے - آئندہ موسم بہار میں یہ پارٹی نیپال کو روانہ ہو جائے گی۔

لندن - ۱۶ر اپریل - مسٹر اینورن بیوان نے جو حال ہی میں ہندوستان، پاکستان اور برما کے دورہ سے یہاں واپس آئے ہیں - ایک بیان میں کہا کہ میں ان اطلاع سے خوش ہوا کہ خواجہ ناظم الدین نے مسٹر نہرو کو کراچی آنے کی دعوت دی ہے، مجھے یقین ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے اختلافات صرف اشتراک حال کے احساس سے دور ہوں گے۔ بیرونی مداخلت خواہ وہ کیسی ہی نیک نیتی سے کی جائے ان کے مابین صلح نہیں ہو سکتی - کراچی میں مسٹر نہرو اور مسٹر غلام محمد مل سکیں گے - اور یہی دو ممتاز شخصیتیں ایسی ہیں جو ہندوستان اور پاکستان کو قریب تر لا سکتی ہیں - پاکستان کو جو خطرات درپیش ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس نے مسلم اقوام سے قریبی ربط پیدا کرنے کی کوشش کی تو یہ ان تاریخی - اقتصادی اور جغرافیائی تعلقات سے روگردانی ہو گی - جو پاکستان کے برصغیر ہند کے ساتھ ہیں - ہم مذہبیت، قومی مفاد کو دور نہیں کر سکتی جیسا کہ عیسائی اقوام کی تاریخ سے ظاہر ہے۔

کراچی - ۱۵ر اپریل پاکستان کی مجلس امور خارجہ کے سالانہ اجلاس میں سر ظفر اللہ خاں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس کی تازہ سلسلہ جنبانی سے مغرب اور مشرق کی کشیدگی کم ہو گئی ہے - روس کے حکمرانوں میں یہ جرأت ہے کہ وہ جو کچھ مناسب سمجھتے ہیں وہی کرتے ہیں - روس کی نئی پالیسی سابق پالیسی کے برعکس معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ کل تک پالیسی ان کے لئے وحی آسمانی کی حیثیت رکھتی تھی۔

عدم رواداری اور عدم [illegible] کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ قرآن میں لا اکراہ فی الدین موجود ہے - میں اس کی تفسیر اور تشریح نہ کروں گا - آخر میں آپ نے کہا کہ انسانیت کو یا تو شاندار عروج درپیش ہے یا بدترین تباہی۔

کراچی - مورخہ ۱۷ر اپریل - گورنر جنرل پاکستان نے حکم سے مرکزی وزارت کو جو خواجہ ناظم الدین کی قیادت میں تھی نااہلیت کی وجہ سے برطرف کر دیا گیا ہے - پہلی وزارت کی جگہ نئی وزارت بنائی گئی ہے - جو مسٹر محمد علی بنگالی سابق سفیر امریکہ نے بنائی ہے - اس میں مندرجہ ذیل وزراء لئے گئے ہیں - سر محمد ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ و دولت مشترکہ - مسٹر مشتاق احمد صاحب گورمانی وزیر داخلہ - سردار بہادر خاں - مسٹر اے - ایم ملک - خان عبد القیوم خاں - مسٹر شعیب قریشی۔

خواجہ ناظم الدین کے متعلق اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ انہوں نے گورنر جنرل کے اس اقدام پر اعتراض کیا ہے اور اس کو غیر قانونی کارروائی قرار دیا ہے۔

فیروز خاں نون وزیر اعلیٰ پنجاب بھی کراچی ضروری مذاکرات کے لئے بلائے گئے ہیں

شملہ - ۱۷ر اپریل - مسٹر بھیم سین سچر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ چند دن کے اندر یعنی ۲۵ر اپریل کو گندم کا کنٹرول اٹھا لیا جائے گا لیکن چاول کی قیمت اور تقسیم پر بدستور کنٹرول پنجاب سرکار کا گذشتہ سال ہی کنٹرول اٹھانے کا ارادہ تھا - لیکن مرکزی حکومت کی اس خواہش کے مطابق کہ دہلی اور پیپسو میں بھی غلہ مہیا کیا جائے - ایسا نہ کیا جا سکا۔

جالندھر - ۱۷ر اپریل حکومت پنجاب نے میونسپل انتخابات کو دوبارہ ملتوی کر دیا ہے۔ سینکڑوں امیدوار اپنے کاغذات نامزدگی داخل کر چکے تھے - لیکن بعد میں انتخابات کے التواء کا اعلان کر دیا گیا۔

نئی دہلی - ۱۷ر اپریل - کانگریس پارلیمنٹری پارٹی نے سال ۵۳-۵۴ء کے لئے مسٹر ہری کرشن مہتاب کو جنرل سکرٹری مقرر کیا ہے - اس سے پہلے پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابو الکلام آزاد علی الترتیب لیڈر اور ڈپٹی لیڈر منتخب ہو چکے ہیں۔

نئی دہلی - ۱۷ر اپریل - آج بھارت کے وزیر تجارت شری کرمارکر نے پردھان منتری پنڈت نہرو کے ساتھ صوبہ کرناٹک کی تشکیل اور نجی وت کے متعلق بات چیت کی - پنڈت جی نے انہیں یقین دلایا کہ وہ کرناٹک کے علاقہ کی صورت حال سے بخوبی آگاہ ہیں - آپ نے شری کرمارکر کو ایک بیان جاری کرنے کا اختیار دیا - جس میں کہا گیا ہے کہ ہم نئے صوبہ کرناٹک کی تشکیل کے متعلق کرناٹک کے لوگوں کی خواہشات کا احترام کرتے ہیں - اور ہم اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے خواہشمند ہیں - لیکن یہ معاملہ انفرادی طور پر نہیں بلکہ صوبوں کی از سر نو تشکیل کے مجموعی معاملہ کے ساتھ ہی زیر غور آئے گا - ہم اس معاملہ کو غیر ضروری طور پر ملتوی کرنا نہیں چاہتے - لیکن اس پر صوبہ آندھرا کی تشکیل اور استحکام کے بعد ہی غور کیا جائے گا۔

جالندھر ۱۷ - اپریل - گیانی کرتار سنگھ / بھارتیہ جن سنگھ پنجاب کے آٹھ نظر بند یول کیمپ سے انبالہ اور جالندھر جیلوں میں منتقل کر دیئے گئے ہیں - ان میں شری لال چند سبھروال ایڈووکیٹ کو جالندھر جیل بھیج گیا ہے۔ اور شری دھرم ویر ایم۔ اے کو انبالہ جیل - یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یول کیمپ میں نظر بند ستیاگرہیوں نے یول کیمپ میں لاٹھی چارج اور فائرنگ کے خلاف تحقیقات کروانے کے لئے ۱۸ر اپریل سے بھوک ہڑتال شروع کرنے کا فیصلہ کیا تھا - مگر اب یہ سردست ملتوی کر دی گئی ہے - کیونکہ شری سنگھ گورنر پنجاب نے ہند۔ وہا سبھا کے لیڈروں کے ساتھ ملاقات کے دوران میں ان کی شکایات کی تحقیقات کروانے کا یقین دلایا ہے - یہ بھی پتہ چلا ہے کہ بھارتیہ جن سنگھ کے جو نظر بند شملہ میں گورنمنٹ کے مقرر کردہ مشاورتی بورڈ کے سامنے ہو آئے ہیں ہائیکورٹ میں اپیل کر رہے ہیں کہ اُن کو حبس بیجا میں رکھا جا رہا ہے۔ اپیل کنندگان میں آچاریہ رام دیو شری دھرم ویر اور شری لال چند سبھروال بھی شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے بقیہ ص۸

لاکھ سے کم نہیں ہیں . . . . اس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک صاحب ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا - اور ان لوگوں میں سے تھا۔ جن کو خدائے عز وجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔ (پیغام صلح ص۱۱)

جماعت احمدیہ اس بات کے لئے محکم یقین پر قائم ہے کہ ملک میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے اور اس کے حصول کے لئے عرصہ پندرہ سال سے جماعت احمدیہ کی طرف سے ہر سال ایک جلسہ پیشوایانِ مذاہب کے سیرت و سوانح بیان کرنے کے لئے کیا جاتا ہے - چنانچہ گذشتہ سال ۳۰ر مارچ کو بھی ایسا جلسہ قادیان میں کیا گیا تھا غرضیکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ کارنامہ ملک میں امن عامہ کے قیام میں بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے - کاش اس پر عمل کرنے والے میدان میں آئیں - (باقی)

(محمد حفیظ بقاپوری)